از: اعلیٰحضرت امام اہلسنّت

الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تاریخی نام

مُنیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب

١٣١١ھ

تصنیف
اعلیحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت
مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیضِ حضور مفتیِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳
فون: ۳۷۰۲۲۹۶
RS. 15/=

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ــــــــــــ مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف ــــــــــــ اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر ــــــــــــ رضا اکیڈمی ۲۶، کامبیکر اسٹریٹ بمبئی ۳

سن اشاعت ــــــــــــ سنہ ۱۴۱۸ھ سنہ ۱۹۹۸ء

طباعت ــــــــــــ رضا آفسٹ بمبئی ۳

سلسلۂ اشاعت ۲۰۳

سنِ اشاعت سنہ ۱۴۱۸ھ

○

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پروفیسر ڈاکٹر مُحمّد مسعُود احمد

تقریباً دو سو ۲۰۰ سال قبل مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف تقویت الایمان کی اشاعت کے بعد ملّتِ اسلامیہ میں انتشار وافتراق پیدا ہُوا جو بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، گھٹتا نہیں ——— حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس جس کو محبُوب ومطاع بنایا گیا تھا نہ ختم ہونے والے بحث ومباحثہ کا محور بن گئی ——— یہ ایک عظیم المیہ نہیں، یہ گھر کا رونا ہے ——— جو دل ودماغ ناموسِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا، وہاں گُستاخیاں بسیرا کرنے لگیں، گلشن اُجڑنے لگے، باغ ویران ہونے لگے۔

——— امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ ابر بہار بن کر آئے، آیات و احادیث کے وہ چمن کھلائے کہ دماغ مُعطر ہوگئے اور دِل روشن ہوگئے ———

پیشِ نظر رسالہ، مولوی اسمٰعیل دہلوی کی بعض نہایت ہی دل آزار باتوں کا نہایت ہی دل آویز

جواب ہے۔ محدث بریلوی نے اس تحریر کو اس نام سے معنون کیا ہے :۔

"منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب"

(۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء)

یہ تحریر کیا ہے ایک مہکتا باغ ہے۔ جس کا ایک ایک پھول مشامِ جان وایمان کو معطر کر کے مست و بیخود کئے دیتا ہے ـــــــ اس رسالے میں مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ نے بکثرت آیات واحادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ محبُوب ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجبور و بے اختیار نہیں بلکہ اس کے کرم سے حاکم و مختار ہیں ـــــــ

کہا جاتا ہے کہ مُحدّث بریلوی نے سیرت پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ!
مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ کا تو محورِ فکر ہی سیرت ہے، اُنہوں نے سیرت کے اُن گوشوں پر قلم اُٹھایا جن کو سیرت نگاروں نے چھُوا تک نہیں ـــــــ جن فضائل پر سیرت نگاروں نے ایک دو صفحے لکھے مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ نے کئی کئی تحقیقی مقالے لکھ ڈالے ـــــــ
ـــــــ جب مُحدّث بریلوی سیرتِ رسُول علیہ التحیّۃ والتسلیم پر سوچتے ہیں تو اُن کی پروازِ فکر دیدنی ہوتی ہے، جب وہ سیرتِ حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھتے ہیں تو اُن کی روانئ قلم دیدنی ہوتی ہے، پیشِ نظر رسالہ اس دعوے پر شاہد عادل ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے سیرتِ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے عجیب و غریب بحث کا آغاز کیا ـــــــ "مجبور یا مختار ؟" ـــــــ اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ! اپنے حلقۂ اثر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجبور و بے اختیار ثابت کرنا چاہا ـــــــ
کہا جاتا ہے کہ وہ دانا و بینا عالم و فاضل تھے اگر ایسا تھا تو پھر یہ بات ضرور سمجھ میں آنی چاہیئے تھی کہ جب مُلک کا ایک عام وزیر اور افسر اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں مختار ہوتا ہے بلکہ اختیار کے حوالے ہی سے اس کو وزیر و افسر جانا اور مانا جاتا ہے ـــــــ اختیار نہ ہو تو وزیر، وزیر نہیں اور افسر، افسر نہیں ـــــــ تو پھر احکم الحاکمین نے

جس کو اپنا نائب، خلیفہ، خاتم النّبیین اور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا وہ کیسے مجبور و بے اختیار ہو سکتا ہے؟ ـــــــ یہ بات تو عقلی ہے جو عقل والوں کی سمجھ میں آجاتی ہے مگر جو نقل سے جاننا چاہتے ہیں اُن کے لئے آیات و احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے ـــــــ افسوس صد افسوس ملّتِ اسلامیہ نے جس کو اپنا قائد و رہنما سمجھا اس نے خیانت کی اور سچی باتیں نہ بتائیں، حق کو چھپایا اور جس نے سچّی باتیں بتائیں اور حق کو عالم آشکار کیا اس کو تیر ملامت کا نشانہ بنایا گیا، اس پر تہمتوں کے انبار لگا دیئے گئے ـــــــ یہ ہماری تاریخ کا عظیم المیّہ ہے جس کی طرف حق پسند مؤرخین کو توجہ دینی چاہیئے ـــــــ

نہ معلوم ہم کو کیا ہو گیا، ہم مدح کے حوالے سے بادشاہوں کے بارے میں اتنے حسّاس نہیں جتنے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حسّاس ہیں ـــــــ اُس ماحول میں جہاں قصیدہ گو شعراء بادشاہوں کی شان میں اور اپنے ممدوحین کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلّابے مِلا رہے تھے، توحید کے کسی پرستار نے ان کی زبان کو لگام نہ دی اور کسی نے کفر و شرک کا حُکم نہ لگایا ـــــــ ایک دنیوی بادشاہ کے لئے مُنہ سے نکلنے والی ہر نا معقول بات حق و صحیح سمجھی گئی بلکہ اس کو تاریخ و ادب کا حصّہ بنا دیا گیا مگر جب بات محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و مدح کی آئی تو سچّی باتیں بھی کڑوی معلوم ہونے لگیں ـــــــ اہلِ دانش اور اہلِ ادب کے لئے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے ـــــــ

مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ اپنے ممدُوح حضرت محمّد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثناء میں رطب اللسان ہیں، جو کچھ کہتے ہیں، وہی کہتے ہیں جو قُرآن و حدیث میں موجود ہے ـــــــ وہ عقل کے گھوڑے نہیں دوڑاتے، وہ قُرآن و حدیث سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کرتے، یہی ان کا خاص امتیاز ہے ـــــــ ملّتِ اسلامیہ کو اُن سے دُور رکھنے کے لئے یہ بات مشہور کر دی گئی کہ وہ قُرآن و حدیث سے واقف نہیں تھے، مگر سچّی بات دیر تک چھُپی نہیں رہتی، ظاہر ہو کر رہتی ہے ـــــــ علمِ تفسیر و علمِ حدیث میں مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ

کا پایہ بہت بُلند تھا، عُلمائے عرب نے ان کو مُفسّر و مُحدّث مانا ہے۔ چنانچہ شیخ حمدانی ونیسی الجزائری نے محدث بریلوی کو " المفسّر" " المحدّث " لکھا ہے (الدولۃ المکیہ، ص ۸۸)
اسی طرح شیخ یٰسین احمد الخیاری نے " امام المحدّثین " لکھا ہے (الدولۃ المکیہ، ص ۴۷۰)
مُحدّث بریلوی کے درس و مطالعہ میں پچاس سے زیادہ کُتبِ حدیث رہتی تھیں (اظہار الحق الجلی۔ ص ۲۴ - ۲۵) ــــــ جامعہ ملیّہ یونیورسٹی کے اُستاد ایس۔ ایم خالد الحامدی اپنے مقالہ، ڈاکٹریٹ میں علمِ حدیث میں پاک و ہند کے عُلما کی خدمات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اس میں انہوں نے ایک باب مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ کے لئے مختص کیا ہے۔ اور چالیس سے زیادہ علم و حدیث پر تصانیف کا ذکر کیا ہے ــــــ مولانا منظور احمد صاحب (امام مسجد رحمانیہ، کراچی) مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ پر علمِ حدیث کے حوالے سے کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کرنے والے ہیں۔ ــــــ مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ پر علمِ حدیث کے حوالے سے دو تین کام اور ہوتے ہیں ــــــ علامہ محمد ظفر الدین رضوی نے الجامع الرضوی کے عنوان سے چھ مجلدات پر مشتمل ایک عظیم مجموعے کا بیڑا اُٹھایا تھا جس میں مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ اور دیگر عُلماء کی تصانیف سے استفادہ کرکے ایسی احادیثِ شریفہ جمع کی جائیں جن پر مذہبِ حنفی کی عمارت کھڑی ہے۔ اس منصوبے کی [illegible] اور دُوسری جلدیں تیار ہوگئی تھیں۔ دُوسری جلد کتاب الطہارت اور کتاب الصلوٰۃ پر مشتمل ہے۔ ہندوستان اور پاکستان سے شائع ہو چکی ہے، پہلی جلد کا مخطوطہ جو کتاب العقائد سے متعلق ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد کی عنایت سے ملا ہے۔ مُفتی مُحمّد عبد القیوم ہزاروی، رضا فاؤنڈیشن، لاہور کی طرف سے اس کی تدوین و تخریج اور طباعت و اشاعت کا اہتمام فرما رہے ہیں ــــــ ایک اور اہم کام جامعہ نوریہ رضویہ کے فاضل اُستاد علامہ محمد حنیف رضوی نے انجام دیا ہے۔ موصوف رضا دار الاشاعت، بہیری (بریلی) کے [illegible] بھی ہیں، آپ نے اہم مطبوعات شائع کی ہیں۔ اپنے ایک مکتوب محرر، ۱۲ جنوری ۶۵ء میں انہوں نے تحریر فرمایا ہے کہ

مشکوٰۃ شریف کے طرز پر احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ جمع کیا ہے جو کلیتہً فتاویٰ رضویہ کی ضخیم مجلدات پر مبنی ہے۔ یہ مجموعہ فُل اسکیپ سائز کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے، ابھی کام جاری ہے اور مُحدّث بریلوی کی سینکڑوں دُوسرے کُتب و رسائل سے استفادہ کرنا ہے اُمید ہے کہ یہ کام دو ہزار صفحات تک پھیل جائے گا ——— فتاویٰ رضویہ کے مآخذ و مراجع میں صرف علمِ حدیث سے متعلق ۱۰۲ کتابوں کی فہرست تیار ہوئی ہے جو ۲۰۰ مجلدات تک پہنچتی ہے کیونکہ بعض کُتبِ احادیث دس دس اور بیس بیس جلدوں پر مشتمل ہیں۔

یہ تمام تفصیلات محض اس لئے عرض کی گئیں تاکہ قارئین کرام کو اندازہ ہو جائے کہ علمِ حدیث میں مُحدّث بریلوی کا پایہ کتنا بُلند تھا جس کو مخالف و موافق سب نے تسلیم کیا ہے لیکن جن کے مزاج میں ضد و ہٹ دھرمی ہے اُنھوں نے نہ مانا کیونکہ وہ بعض وجوہ کی بناء پر معذور ہیں۔

احادیثِ شریفہ محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میٹھی میٹھی باتیں ہیں، مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ عاشقِ رسول علیہ التحیّۃ والتسلیم تھے، عاشق کو معشوق کی باتیں نہ معلوم ہوں گی تو کس کو ہوں گی؟ ——— اور وہ ہم کو نہ بتائے گا تو اور کون بتائے گا؟ ——— مُحدّث بریلوی علیہ الرحمۃ نے یہ رسالہ لکھ کر ملّتِ اسلامیہ پر احسان فرمایا، آپ نے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح فرمادی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربِّ کریم کے کرم سے مختار ہیں ——— جو چاہیں حُکم فرمائیں، جس کو چاہیں عطا فرمائیں، جس کو چاہیں معاف فرمائیں ——— ؎

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تُو تو ہے عبدِ مُصطفےٰ!
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
کراچی۔ سندھ

۱۶۔ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ
۱۵۔ جُولائی ۱۹۹۵ء

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ○ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ○ وَالتَّابِعِیۡنَ لَھُمۡ بِاِحۡسَانٍ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○

احادیث[1] تحریم حرم مدینہ طیبہ

بحکم احکم حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث[1] ۱۳۰۔ صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبۡرٰھِیۡمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَاِنِّیۡ اُحَرِّمُ مَابَیۡنَ لَابَتَیۡھَا۔

الٰہی[183] بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اُسے حرم بناتا ہوں۔

ھماواَحۡمَدُ وَالطَّحَاوِیُّ فِیۡ شَرۡحِ مَعَانِی الۡاٰثَارِ عَنۡ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ

حدیث[2] ۱۳۱۔ نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اِبۡرٰھِیۡمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَدَعَا

بیشک ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے

۱ے سولہ حدیثیں کہ مدینہ طیبہ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم کر دیا۔

۲ے پانچ حدیثیں کہ مکہ معظمہ کو ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے حرم کر دیا۔

لِاَهْلِهَا وَ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَةَ کَمَا حَرَّمَ اِبْرٰهِیْمُ مَکَّةَ وَ اِنِّیْ دَعَوْتُ فِیْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلَیْ مَادَعَا بِهٖ اِبْرٰهِیْمُ لِاَهْلِ مَکَّةَ

مکہ معظمہ کو حرم بنا دیا اور اُس کے ساکنوں کے لیے دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انہوں نے مکہ کو حرم کیا اور میں نے اُس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہلِ مکہ کے لیے کی تھی۔

هُمْ جَمِیْعًا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَاصِمٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

حدیث ۱۳۲[۳] - نیز صحیحین[۵] میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی الٰہی بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا۔

اَللّٰهُمَّ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَابَیْنَ لَابَتَیْهَا۔

الٰہی مَیں تیرا بندہ اور نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔

امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا۔

وَنَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعْضَدَ شَجَرُهَا اَوْ یُخْبَطَ اَوْ یُؤْخَذَ طَیْرُهَا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

حدیث ۱۳۳[۴] - صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَابَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاهُهَا

بیشک میں حرم بناتا ہوں دو سنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی ببولین نہ کاٹی جائیں۔

لہ عزاہ لہما فی منتخب کنز العمال ولوارہ لمسلم الا فی الدعاء فان لفظہ اللھم ان ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام عبدک وخلیلک ونبیک وانی عبدک ونبیک وانہ دعاک لمکۃ وانی ادعوک للمدینۃ بمثل مادعاک لمکۃ ومثلہ معہ ۱۲ ۱/ ۲۴۲

وَیُقْتَلَ صَیْدُھَا — اور اُس کا شکار نہ مارا جائے۔

ھُوَ وَاَحْمَدُ وَالطَّحَاوِیُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

حدیث ۱۳۴ (۵) - نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ — بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور
وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَابَیْنَ لَابَتَیْھَا — میں مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں۔

ھُوَ الطَّحَاوِیُّ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

حدیث ۱۳۵ (۶) - نیز صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حَرَّمَ مَکَّۃَ فَجَعَلَھَا حَرَمًا وَّاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ حَرَامًا مَّا بَیْنَ مَازِمَیْھَا اَنْ لَّا یُھْرَاقَ فِیْھَا دَمٌ وَّلَا یُحْمَلَ سِلَاحٌ لِّقِتَالٍ وَّلَا یُخْبَطَ فِیْھَا شَجَرَۃٌ اِلَّا لِعَلْفٍ۔ ۲/۴۴۳

الٰہی بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنا دیا اور بیشک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اُسے حرم بنا کر حرام کر دیا کہ اُس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لئے ہتھیار باندھیں نہ کسی کے پتے جھاڑیں مگر جانور کو چارہ دینے کے لئے۔

حدیث ۱۳۶ (۷) - نیز صحیح مسلم ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ حَرَّمْتُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا کَمَا حَرَّمْتَ عَلٰی لِسَانِ اِبْرٰھِیْمَ

الٰہی بیشک میں نے تمام مدینے کو حرم کر دیا جس طرح تو نے زبانِ ابراہیم پر حرم محترم کو حرم بنا دیا۔

الْحَـرَمِ۔

هُوَوَاَحْمَدُ وَالـرُّوْيَانِیُّ عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔[1]

حدیث ۱۳۷ (۸)۔ نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ اِبْـرٰهِیْـمَ حَـرَّمَ بَیْتَ اللّٰهِ وَاَمَّنَـهٗ وَاِنِّیْ حَـرَّمْتُ الْـمَدِیْـنَةَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا لَا یُقْطَعُ عِضَاهُـهَا وَلَا یُصَادُ صَیْدُهَـا۔

بیشک ابراہیم[3] نے بیت اللہ[184] کو حرم بنادیا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اُس کے خار دار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اُس کے وحشی جانور شکار نہ کئے جائیں۔

هُوَ وَالطَّحَاوِیُّ عَنْ جَابِـرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا[2]

حدیث ۱۳۸ (۹)۔ صحیحین میں ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

حَـرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْـهِ وَسَلَّمَ مَـا بَـیْنَ لَابَتَیِ الْـمَدِیْـنَةِ وَجَعَلَ اِثْنَیْ عَشَرَمِیْلًا حَوْلَ الْـمَدِیْنَةِ حِمـیً

تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اُس کے آس پاس بارہ بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔

هُـمَا وَاَحْمَدُ وَعَبْدُ الـرَّزَّاقِ فِیْ مُصَنَّفِـهٖ[3] ابن جریر کی روایت

---

[1] کذا فی منتخب کنز العمال ۱۲ منہ

[2] باللفظ المسوق عزاه لمسلم خاتم الحفاظ فی الجامع والذی رأیت له بلفظ ان ابراهیم حرم مکة و انی حرمت المدینة . الحدیث مثله نعم اللفظ المذکور للامام ابی جعفر ۱۲ منه

[3] الثلثة فی المنتقی والرابع فی المنتخب ۱۲ منه

[184] ف: مکہ معظمہ کو ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے امن والا کردیا

یوں ہے فرمایا :۔

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَجَرَھَا اَنْ یُّعْضَدَ اَوْیُخْبَطَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیّبہ کے پیڑ کاٹنا یا اُن کے پتے جھاڑنا حرام فرما دیا۔

رَوَاہُ عَنْ خُبَیْبِ نِ الْھُذَلِیِّ عَنْہُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

حدیث[10] ۱۳۹۔ صحیح مسلم شریف میں ہے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا :۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے تمام مدینہ طیّبہ کو حرم بنا دیا۔

ھُوَ وَالطَّحَاوِیُّ فِیْ مَعَانِی الْاٰثَارِ

حدیث[11] ۱۴۰۔ نیز صحیح مسلم و معانی الآثار میں عاصم احول سے ہے۔

قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ قَالَ نَعَمْ اَلْحَدِیْثَ زَادَ اَبُوْ جَعْفَرٍ فِیْ رِوَایَۃٍ لَا یُعْضَدُ شَجَرُھَا وَلِمُسْلِمٍ فِیْ اُخْرٰی نَعَمْ ھِیَ حَرَامٌ لَّا یُخْتَلٰی خَلَاھَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰئِکَۃِ

یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا مدینہ کو رسُول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حرم بنایا۔ فرمایا ہاں. اُس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اُس کی گھاس نہ چھیلی جائے جو ایسا کرے اُس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

حدیث ۱۴۱(۱۲)۔ سنن ابی داؤد میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ ھٰذَا الْحَرَمَ۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حرم محترم کو حرم بنا دیا۔

حدیث ۱۴۲(۱۳)۔ شرحبیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگا رہے تھے۔ زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے جال پھینک دیئے اور فرمایا:۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ صَیْدَھَا اَلْاِمَامُ اَبُوْجَعْفَرٍ

تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام کر دیا ہے

ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی کہ:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا۔

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کر دیا۔

حدیث ۱۴۳۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّعْضَدَ شَجَرُھَا اَوْ یُخْبَطَ۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینے کو حرم بنا دیا ہے کہ اُس کے پیڑ نہ کاٹیں نہ پتے جھاڑیں۔

حدیث[15] ۱۴۴۔ ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اُسے لئے ہوئے باہر گیا۔ میرے والد ماجد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ ملے شدت سے میرا کان مل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا

حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَيْدَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا — رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مدینے کا شکار حرام فرما دیا ہے۔

حدیث[16] ۱۴۵۔ صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ الْبَقِيْعَ وَقَالَ لَا حِمٰى اِلَّا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ — بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنا دیا اور فرمایا چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ و رسول کے جل جلالہ و صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

رَوَى الثَّلٰثَةَ الْاِمَامُ الطَّحَاوِىُّ یہ سولہ[17] حدیثیں ہیں۔ پہلی آٹھ میں خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا اور پچھلی آٹھ میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے حرم کر دینے سے مدینہ طیبہ حرم ہو گیا۔ حالانکہ یہ صفتِ خاص اللہ عزّوجل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدرِ کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام والتحیّۃ والثّنار کی طرف بھی یہی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم اُنہوں نے حرم کر دی اُنہوں نے امن والی بنا دی حالانکہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰہُ تَعَالٰى وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ۔ — بیشک مکہ معظمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم کیا ہے کسی آدمی نے نہیں کیا۔

اَلْبُخَارِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِی شُرَیْحِ نِ الْعَدَوِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ یہ اسنادیں خاص ہمارے رسالہ کی مقصود ہیں مگر یہاں جانِ وہابیت پر ایک آفت اور سخت و شدید تر ہے مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا نہ فقط انھیں سولہ بلکہ ان کے سوا اور بہت احادیث کثیرہ میں وارد ہے۔ مثلاً

حدیث (۱۷) صحیحین انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مِنْ کَذَا اِلٰی کَذَا لَا یُقْطَعُ شَجَرُھَا	مدینہ یہاں سے یہاں تک حرم ہے اُس کا پیڑ نہ کاٹا جائے۔

ھُمَا وَاَحْمَدُ وَالطَّحَاوِیُّ وَاللَّفْظُ لِلْجَامِعِ الصَّحِیْحِ

حدیث (۱۸) صحیحین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ الحدیث	مدینہ حرم ہے۔

ھُمَا وَالطَّحَاوِیُّ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَّاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ۔

حدیث (۱۹) صحیحین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَمٌ مَّا بَیْنَ عَائِرٍ اِلٰی کَذَا وَلِمُسْلِمٍ وَ الطَّحَاوِیِّ مَا بَیْنَ عَیْرٍ اِلٰی ثَوْرٍ	مدینہ عیر سے جبلِ ثور تک حرم ہے اُس کی گھاس نہ کاٹی جائے اور اُس کا شکار نہ بھڑکایا جائے۔

اَلْحَدِیْثُ زَادَ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ فِیْ رِوَایَۃٍ لَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُھَا۔

حدیث (۲۰) ۔ صحیح مسلم سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستِ مبارک سے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا :۔

إِنَّهَا حَرَمٌ آمِنٌ — بیشک یہ امن والی حرم ہے ۔

هُوَ وَأَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ وَأَبُو عَوَانَةَ

حدیث (۲۱) ۔ امام احمد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ حَرَمٌ وَّحَرَمِي الْمَدِيْنَةُ ۔ — ہر نبی کے لئے ایک حرم ہوتی ہے اور میری حرم مدینہ ہے

حدیث (۲۲) ۔ عبد الرزاق حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ سے ۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ كُلَّ دَافَّةٍ أَقْبَلَتْ عَلَى الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْعِضَةِ الْحَدِيْث ۔ — بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ حاضر مدینۂ طیبہ ہو اُس کے خار دار درختوں سے ممنوع فرما دیا ۔

حدیث (۲۳) ۔ امام طحاوی بِطَرِيْقِ مَالِكٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يُوْسُفَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ کہ لڑکوں نے ایک روباہ کو گھیر کر ایک گوشے میں کر دیا تھا ۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکوں کو دُور کر دیا ۔ امام مالک فرماتے ہیں اور مجھے اپنے یقین سے یہی یاد ہے کہ فرمایا :۔

أَفِيْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْنَعُ هٰذَا — کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرم میں ایسا کیا جاتا ہے ۔

حدیث (۲۴) ۔ مسند الفردوس عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :-

يَبْعَثُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هٰذِهِ الْبَقِيْعَةِ وَمِنْ هٰذَا الْحَرَمِ سَبْعِيْنَ اَلْفًا وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس بقیع اور اس حرم سے ستّر ہزار شخص ایسے اُٹھائے گا کہ بے حساب جنّت میں جائیں گے اور اُن میں ہر ایک ستّر ہزار کی شفاعت کرے گا اُن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے ۔

اور اگر وہ حدیثیں گنی جائیں جن میں مکہ معظمہ و مدینہ طیّبہ کو حرمین فرمایا تو عدد کثیر ہیں بالجملہ حدیثیں اس باب میں حد تواتر پر ہیں تو بالیقین[۱۸۵] ثابت کہ مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینۂ طیبہ کے جنگل کا بتاکید تام واہتمام تمام وہی ادب مقرر فرمایا جو مکہ معظمہ کے جنگل کا باانیہمہ طائفہ تالفہ وہابیہ کا امام بد فرجام بکمال دریدہ دہنی صاف صاف لکھ گیا

گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا یہ کام اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں. پھر جو کوئی کسی پیر پیغمبر یا بھوت وپری کے مکانوں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے سو اُس پر شرک ثابت ہے ۔

کیوں ہم نہ کہتے تھے کہ یہ ناپاک مذہب ملعون مشرب اسی لئے نکلا ہے کہ اللہ و رُسول تک شرک کا حکم پہنچائے پھر اور کسی کی کیا گنتی ۔ تف ہزار بر رُوئے بد دینی. اب دیکھنا ہے کہ اس امامِ بے لگام کے مقلد کہ بڑے موحد بنے پھرتے ہیں اپنے امام کا ساتھ دیتے ہیں يَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے کی کچھ لاج کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار درودیں محمد رُسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے ادب داں غلاموں پر

---

۱۸۵ فائدہ مہمہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاکید تمام جس بات کا حکم فرمائیں امام الطائفہ صراحۃً کہے یہ تو شرک ہے اب دیکھیں وہابی کس کا کلمہ پڑھتے ہیں ۔

تنبیہ نبیہ ۵ ۱۵٦ مسلمانو صرف یہی نہ سمجھنا کہ اس گمراہ امام الطائفہ کے نزدیک حرم محترم حضور پُر نور مالک الامم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب ہی شرک ہے۔ نہیں نہیں بلکہ اُس کے مذہب میں جو شخص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سراپا طہارت کے لئے مدینۂ طیبہ کو چلے اگرچہ چار پانچ ہی کوس کے فاصلے سے (کہ کہیں وہابیت کے شد الرحال کا ماتھا نہ ٹھنکے) اُس پر راستے میں بے ادبیاں بے ہودگیاں کرتے چلنا فرضِ عین و جزوِ ایمان ہے یہاں تک کہ اگر اپنے مالک و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و جلال کے خیال سے باادب مُہذّب بن کر چلے گا اس کے نزدیک مشرک ہو جائے گا اسی کتاب ضلالت مآب کے اسی مقام میں رستے میں نامعقول باتیں کرنے سے بچنا بھی انہیں اُمور میں گنا دیا جنہیں خدا پر افتراء کر کے کہتا ہے۔

یہ سب کام اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کے لئے کرے اُس پر شرک ثابت ہے سُبْحَانَ اللّٰہ نامعقول باتیں کرنا بھی جزوِ ایمانِ نجدیہ ہے بلکہ سچ پُوچھو تو ان کا تمام ایمان اسی قدر وہ تو خیر یہ ہو گئی کہ مجتہد الطائفہ کو یہ عبارت لکھتے وقت آیۂ کریمہ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ پُوری یاد نہ آئی ورنہ راہِ مدینہ میں فسق و فجور کرتے چلنا بھی فرض کہہ دیتا وہ بھی ایسا کہ جو وہاں فسق سے باز آئے مشرک ہو جائے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

لطیفہ جہ ۶ ۱۸۷ حضرات نجدیہ خدارا انصاف! کیا افعال عبادت سے بچنا انبیاء و اولیاء ہی کے معاملہ سے خاص ہے آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ شرک کے کام

---

۵ ۱۸٦ ذرا ملاحظہ ہو مدینہ طیبہ کے راستہ میں نامعقول باتیں کرنا وہابیہ کا جزوِ ایمان ہے جو نہ کرے اُن کے نزدیک مشرک ہو جائے۔

۶ ۱۸۷ عجب عجب کہ ہر راستے میں باہم جوتی پیزار ہونا وہابیہ کا جزوِ ایمان ہے نہ کریں تو سب مشرک ہو جائیں

جائز نہیں نہیں جو شرک ہے ہر غیرِ خدا کے ساتھ شرک ہے تو آپ حضرات جب اپنے کسی نذیر بشیر یا پیر فقیر یا مُرید رشید یا دوست عزیز کے یہاں جایا کیجئے تو راستے میں لڑتے جھگڑتے ایک دُوسرے کا سر پھوڑتے ماتھا رگڑتے چلا کیجئے ورنہ دیکھو کُھلم کُھلا مُشرک ہو جاؤ گے ہرگز مغفرت کی بُو نہ پاؤ گے کہ تم نے غیر حج کی راہ میں ان باتوں سے بچ کروہ کام کیا جو اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتایا تھا اور اس جوتی پیزار میں یہ نفع کیسا ہے کہ ایک کام میں تین مزے جدال ہونا تو خود ظاہر اور جب بلا وجہ ہے تو فسوق بھی حاضر اور رفث کے معنی ہر نامعقول بات کے ٹھہرے تو وہ بھی حاصل ایک ہی بات میں ایمانِ نجدیت کے تینوں رُکن کامل ولاحول ولاقوۃ الاّ باللہ العلی العظیم الحمد للہ خامۂ برق بار **رضا** خرمن سوز ہی نجدیت میں سب سے نرالا رنگ رکھتا ہے والحمد للہ ربّ العالمین۔

تذییل و تکمیل[۱۸۸] **اقول** و باللہ التوفیق احکامِ الٰہیہ دو قسم ہے تکوینیہ مثل احیاء و امانت و قضائے حاجت و دفع مصیبت و عطائے دولت و رزق و نعمت و فتح و شکست وغیرہا عالم کے بندوبست دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکامِ تشریعی کی اسناد بھی شرک۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ

کیا اُن کے لئے خُدا کی اُلوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے اُن کے واسطے دین میں وہ راہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے حکم نہ دیا۔

اور بروجہ عطائی امُور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ

---

[۱۸۸] احکامِ شرعیہ تکوینیہ میں کچے وہابیوں کا تفرقہ محض تحکم اور خود اپنے مذہب سے اندھاپن ہے

وَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا   قسم اُن مقبول بندوں کی جو کاروبارِ عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

مقدمۂ رسالہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب کی شہادت سُن چکے کہ حضرت امیر و ذرّیۂ طاہرہ اور اتمام اُمت برمثال پیران و مُرشدان میپرستند و اُمورِ تکوینیہ را بایشان وابستہ میدانند۔ مگر کچّے وہابی ان دو قسموں میں فرق کرتے ہیں اگر کہیے رُسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کر دیا تو شرک کا سودا نہیں اُچھلتا اور اگر کہیے رُسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نعمت دی یا غنی کر دیا تو شرک سُوجھتا ہے یہ اُن کا نرا تحکم ہی نہیں خود اپنے مذہب نامہذب میں کچا پن ہے۔ جب ذاتی و عطائی کا تفرقہ اُٹھا دیا پھر احکام میں فرق کیسا سب یکساں شرک ہونا لازم آخر اُن کا امام مطلق و عام کہہ گیا کہ

کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے اور نہ اُس کی طاقت رکھتا ہے نیز کہا کسی کام کو روا یا ناروا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے صاف تر کہا کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اُسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی اُنہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اُس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے اور آگے اُس کا قول سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رُسول ہی کا خبر دینا ہے

اس میں وہ رُسول کو حاکم نہیں مانتا صرف مخبر و پیام رساں[ف ۱۸۹] مانتا ہے اور اس سے پہلے حصر کے ساتھ تصریح کر چکا ہے کہ

پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے نیز کہا کہ انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتلاتے ہیں اور بُرے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو

ف ۱۸۹ امام الوہابیہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو صرف مخبر و پیام رساں مانتا ہے۔

سکھلاتے ہیں صرف بتانے جاننے پہچاننے پہچاننے پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکم اُن کے ہیں فرائض کو اُنہوں نے فرض کیا محرمات کو اُنہوں نے حرام کر دیا آخر میں جو احکام معلوم ہوئے اپنے بزرگوں سے آئے اُنہیں اُن کے اگلوں نے بتائے ہیں یوہیں طبقہ بہ طبقہ تبع کو تابعین، تابعین کو صحابہ، صحابہ کو سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ تو کیا کوئی کہے گا کہ نماز میرے باپ نے فرض کی ہے یا زنا کو میرے اُستاد نے حرام کر دیا۔ نبی کی نسبت اگر یوں کہیے گا تو وہی ذاتی اور عطائی کا فرق مان کر اور وہ کسی کی راہ ماننے اور اُس کا حکم سند جاننے کو اُن افعال سے گن چکا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی تعظیم کے لئے خاص کئے ہیں اور اُنہیں غیر کے لئے کرنے کا نام اشراک فی العبادۃ رکھا اور اس قسم میں بھی مثل دیگر اقسام تصریح کی۔

پھر خواہ یوں سمجھے کہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ اُن کی اس طرح کی تعظیم سے اللہ خوش ہوتا ہے ہر طرح شرک ثابت ہے

تو ذاتی و عطائی کا تفرقہ دین نجدیت میں قیامت کا تفرقہ ڈال دے گا وہ صاف کہہ چکا نہیں حکم کسی کا سوائے اللہ کے اُس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسی کو اُس کو سوائے مت مانو جب رسُول کو ماننے ہی کی نہ ٹھہری تو رسُول کا حاکم ماننا اور فرائض و محرمات کو رسُول کے فرض و حرام کر دینے سے جاننا کیونکر شرک نہ ہو گا غرض وہ اپنی دُھن کا پکا ہے و لہذا مُحَمَّد رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے کس قدر تاکید شدید سے مدینۂ طیبہ کے گردو پیش کے جنگل کا ادب فرض کیا اور اُس میں شکار وغیرہ منع فرما دیا مگر یہ جو ارشاد ہُوا کہ مدینے کو میں حرم کرتا ہوں اس چوٹی کے موحد نے کہ جابجا کہتا ہے خُدا کے سوا کسی کو نہ مانو صاف صاف حکمِ شرک جڑ دیا اور اللہ واحد قہار کے غضب کا کچھ خیال نہ کیا۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔	عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

تو مناسب ہُوا کہ بعض احادیث وہ بھی ذکر کی جائیں جن میں احکامِ تشریعیہ کی اسناد صریح ہے اور اب اس قسم کی خاص دو آیتوں کا ذکر بھی محمود اگرچہ آیات گزشتہ سے بھی دو آیتوں میں یہ مطلب موجود اور اُن کے ذکر سے جب عدد آیات انصاف عقود سے متجاوز ہو گا تو تکمیلِ عقد کے لیئے تین آیتوں کا اور بھی اضافہ ہو کہ پچاس کا عدد پُورا ہو جس طرح احادیث میں بعونہٖ تعالیٰ پانچ خمسین یعنی ڈھائی سو کا عدد کامل ہو گا ورنہ استیعاب[1] آیات میں منظور نہ احادیث میں مقدور۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ اِلٰی مَنَائِرِ النُّوْرِ۔ ہم پہلے وہ تین آیتیں تلاوت کریں کہ پھر احکامِ تشریعیہ کا بیان آیات و احادیث سے مسلسل رہے و باللہ التوفیق

آیت ۴۶ :- اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ٭ کوئی جان نہیں جس پر ایک نگہبان متعیّن نہ ہو یعنی ملٰئکہ ہر شخص کے حافظ و نگہبان

---

[1] مثلاً یہی احکامِ تشریعیہ کی آیات بکثرت ہیں جن سے دو ہی یہاں مذکور یوہیں اس مضمون میں کہ خلائق کو موت کے فرشتے دیتے ہیں صرف دو آیتیں اُوپر گزریں قرآنِ عظیم میں آیتیں اس مضمون کی اور ہیں ہم اُن پانچ کو یہاں ذکر کر دیں کہ اوّل پانچ آیتیں کُتبِ سابقہ سے مذکور ہُوئی ہیں ان کے سبب پچاس پوری صرف قرآنِ عظیم سے ہو جائیں

آیت ۱ :- اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔ بیشک وہ لوگ جنھیں موت دی فرشتوں نے۔

آیت ۲ :- جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ۔ ہمارے رُسول اُن کے پاس آئے اُنھیں موت دینے کو۔ آیت ۳ :- وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ۔ کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے۔ آیت ۴ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ۔ بیشک آج کے دن رسوائی اور مُصیبت کافروں پر ہے جنھیں موت فرشتے دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنی جانوں پر ستم ڈھائے ہُوئے ہیں۔ آیت ۵ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ۔ ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اللہ پرہیزگاروں کو جنھیں موت فرشتے دیتے ہیں پاکیزہ حالت میں جعلنا اللہ منھم بفضل رحمتہ بھم امین ۱۲ منہ

رہتے ہیں۔

آیت[۲] ۴۷: الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ

یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اُتاری تاکہ تم اے نبی لوگوں کو اندھیریوں سے نکال لو روشنی کی طرف اُن کے ربّ کی پروانگی سے غالب سراہے گئے کی راہ کی طرف۔

آیت[۳] ۴۸: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔

اور بے شک بالیقین ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اے موسیٰ تو نکال لے اپنی قوم کو اندھیریوں سے روشنی کی طرف۔

اقول اندھیریاں[۹ف۱۹۰] کفر و ضلالت ہیں اور روشنی ایمان و ہدایات جسے غالب سراہے گئے کی راہ فرمایا اور ایمان و کفر میں واسطہ نہیں ایک سے نکالنا قطعاً دُوسرے میں داخل کرنا ہے تو آیاتِ کریمہ صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کُفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی اس اُمّت کو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کُفر سے چھڑاتے ایمان عطا فرماتے ہیں اگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ کام نہ ہوتا انہیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو ربّ عزّوجل کا اُنہیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکال لو معاذ اللہ تکلیف بالائے طاق تھا۔ الحمدللہ قرآنِ عظیم نے کیسی تکذیب[۱۰ف۱۹۱] فرمائی امام وہابیہ کے اس حصر کی کہ

پیغمبرِ خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع نقصان کا مالک نہیں تو دُوسرے کا تو کیا کر سکوں غرضیکہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں فقط پیغمبری کا مجھ کو دعویٰ ہے اور پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ بُرے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سُنا دیوے۔ دل میں یقین ڈال دینا میرا کام نہیں انبیاء

۹ف۱۹۰۔ ایمان نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطا کرتے ہیں۔

۱۰ف۱۹۱۔ امام الوہابیہ کی دریدہ دہنی

میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں تصرّف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مُرادیں پُوری کر دیویں یا فتح و شکست دے دیویں یا غنی کر دیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں۔ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار اھ مخلصا

مُسلمانو اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور اُن آیتوں حدیثوں سے کہ اب تک گزریں ملاؤ دیکھو یہ کس قدر شدّت سے خدا و رسول کو جھٹلا رہا ہے خیر اُسے اُس کی عاقبت کے حوالے کیجئے شکر اُس اکرم الاکرمین کا بجا لائیے جس نے ہمیں ایسے کریم اکرم دائم الکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا اُن کے کرم سے اُمید واثق ہے کہ بعونہٖ تعالیٰ محفوظ بھی رہے

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا

تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

ہاں یہ ضرور ہے کہ عطائے ذاتی خاصہ خُدا ہے۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ　　آپ بیشک جسے چاہیں ہدایت نہیں دیتے۔

وغیرہا میں اسی کا تذکرہ ہے یہ کچھ ایمان کے ساتھ خاص نہیں پیسہ کوڑی بھی بے عطائے خدا کوئی بھی اپنی ذات سے نہیں دے سکتا ؎

"تا خدا ندہد سلیماں کے دہد؟

یہی فرق ہے جسے گُم کر کے تم ہر جگہ بہکے۔

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ　　تو کیا بعض کتاب کو مانتے ہو اور بعض کا

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔　　انکار کرتے ہو۔

میں داخل ہوئے۔ نسأل اللہ العافیۃ وتمام العافیۃ ودوام العافیۃ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

آیت ۴۹ : قَاتِلُوا الَّذِیْنَ　　لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لائے اللہ اور

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْیَوْمِ　　پچھلوں پر اور حرام نہیں مانتے اُس چیز کو

الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ،	جسے حرام کر دیا ہے اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔
آیت ۵۰: مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَمْرًا اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا۔	نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ اُنھیں کچھ اختیار رہے اپنے معاملہ کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

ائمۂ مفسرین فرماتے ہیں حضور سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے قبل طلوعِ آفتابِ اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنّیٰ بنایا تھا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا اوّل تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں۔ جب معلوم ہُوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور اُن کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا۔ اُس پر یہ آیۂ کریمہ اُتری۔ اسے سُن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہوگیا۔ ظاہر ہے[۱۱و۱۹۲] کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے خصوصاً جب کہ وہ اُس کا کفو نہ ہو خصوصاً جب کہ عورت کی شرافتِ خاندان کواکبِ ثریا سے بھی بلند و بالاتر ہو بااینہمہ اپنے حبیب صلی اللہ

---

۱۱ ف ۱۹۲ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ فرض نہ ہو

تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہُوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل جلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الٰہ کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسُول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی جو بات رسُول تمھیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب اُن کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مُسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمُراہ ہو جائے گا۔ دیکھو رسُول کے حُکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہٖ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا ولہٰذا ائمۂ [۱۹۳] دین خدا و رسُول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہُوا فرض اُس سے اقویٰ ہے جسے رسُول نے فرض کیا ہے اور ائمۂ محققین [۱۹۴] تصریح فرماتے ہیں کہ احکامِ شریعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرما دیں۔ جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔

امام عارف باللہ سیّدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرے باب الوضو میں حضرت سیّدی علی خوّاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں:۔

كَانَ الْإِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ	یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مِنْ اَكْثَرِ	اکابر آئمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزّ و جلّ
الْاَئِمَّةِ اَدَبًا مَّعَ اللّٰهِ تَعَالٰى	کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے
وَلِذٰلِكَ لَمْ يَجْعَلِ النِّيَّةَ فَرْضًا	اسی واسطے اُنھوں نے وضو میں نیّت کو
وَّسَمَّى الْوِتْرَ وَاجِبًا لِكَوْنِهِمَا	فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا کہ یہ
ثَبَتَا بِالسُّنَّةِ لَا بِالْكِتَابِ فَقَصَدَ	دونوں سُنّت سے ثابت ہیں نہ قرآنِ عظیم سے

---

۱۲ ف ۱۹۳ احکامِ شریعت رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو سپرد ہیں جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے حکم فرما دیں وہی شریعت ہے۔

۱۲ ف ۱۹۴ خدا کا فرض رسُول کے فرض کئے ہوئے سے اقویٰ ہے

بِذٰلِكَ تَمْيِيْزَ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَمْيِيْزَ مَا اَوْجَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ مَا فَرَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَشَدُّ مِمَّا فَرَضَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَاتِ نَفْسِهٖ حِيْنَ خَيَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يُّوْجِبَ مَاشَاءَ اَوْلَا يُوْجِبَ	توامام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق وتمیز کردیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اُس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جب کہ اللہ عزّ وجلّ نے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں

اُسی میں بارگاہ وحی وتفرع احکام کی تصویر دکھا کر فرمایا:-

كَانَ الْحَقُّ تَعَالٰى جَعَلَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّشَرِّعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ مَاشَاءَ كَمَا فِىْ حَدِيْثِ تَحْرِيْمِ شَجَرِ مَكَّةَ فَاِنَّ عَمَّهُ الْعَبَّاسَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمَّا قَالَ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَلَوْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَجْعَلْ لَهٗ اَنْ يُّشَرِّعَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهٖ لَمْ يَتَجَرَّءْ صَلَّى	یعنی حضرت عزت جلّ جلالہٗ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کی نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم گیاہ اِذخِر کو اس حکم سے نکال دیجئے فرمایا اچھا نکال دی اُس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْتَثْنِیَ شَیْئًا مِّمَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو یہ رُتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مُقرّر فرمائیں تو ہرگز حضورؐ ایسا نہ فرماتے کہ جو چیز خُدا نے حرام کی اُس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

اقول یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ[۱۴۱۹۵] میں ہے

حدیث ۱:۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیحین میں

فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلَّا الْاِذْخِرَ لِصَاغَتِنَا وَ قُبُوْرِنَا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ

یعنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) مگر اذخر کہ وہ ہمارے سُناروں اور قبروں کے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر۔

حدیث ۲:۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز صحیحین میں:۔

قَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّا نَجْعَلُہٗ فِیْ بُیُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

ایک مرد قریشی نے عرض کی مگر اذخر یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) کہ ہم اُسے اپنے گھروں اور قبروں میں صرف کرتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مگر اذخر مگر اذخر۔

حدیث ۳:۔ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سنن ابن ماجہ میں:۔

فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّہٗ لِلْبُیُوْتِ وَالْقُبُوْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لیے ہے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

[۱۴۱۹۵] اٹھاون حدیثیں جن میں مستفاد کہ احکام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد ہیں۔

اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیں ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی۔

اَلثَّانِیْ مَا اَبَاحَ الْحَقُّ تَعَالٰی لِنَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسُنَّہٗ عَلٰی رَأْیِہٖ ھُوَ کَتَحْرِیْمِ لُبْسِ الْحَرِیْرِ عَلَی الرِّجَالِ وَقَوْلِہٖ فِیْ حَدِیْثِ تَحْرِیْمِ مَکَّۃَ اِلَّا الْاِذْخِرَ وَلَوْلَا اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَانَ یُحَرِّمُ جَمِیْعَ نَبَاتِ الْحَرَمِ لَمْ یَسْتَثْنِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِذْخِرَ وَنَحْوُ حَدِیْثِ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَخَّرْتُ الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَنَحْوُ حَدِیْثِ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمْ تَسْتَطِیْعُوْا فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ لَہٗ فِیْ فَرِیْضَۃِ الْحَجِّ اَکُلَّ عَامٍ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَقَدْ کَانَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُخَفِّفُ عَلٰی اُمَّتِہٖ وَیَنْھَاھُمْ عَنْ کَثْرَۃِ السُّؤَالِ وَیَقُوْلُ

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن کے رب عزوجل نے ماذون فرما دیا کہ خود اپنی رائے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اسی طور پر حرام فرما دیا اور اسی طرح حرمتِ مکہ سے گیاہ اذخر کو استثنا فرما دیا اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی اور اسی قبیل سے ہے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ارشاد کہ اگر اُمت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ۔ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے گا اور یہی وجہ ہے کہ حضور (صلی اللہ

أُتْرُكُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ اھ باختصار	تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی اُمت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پُوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں ۔

اقول یہ مضمون بھی کہ میں نمازِ عشاء کو مؤخر فرما دیتا متعدد احادیثِ صحیحہ میں ہے :۔

حدیث ۴ :۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما معجم کبیر طبرانی میں کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَ سُقْمُ السَّقِيْمِ لَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ ۔	اگر ضعیف کے ضُعف، مریض کے مَرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نمازِ عشاء کو پیچھے ہٹا دیتا ۔

حدیث :۔ آئندہ ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند احمد و سنن ابی داوٗد و ابن ماجہ وغیرہا میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيْفِ وَسُقْمُ السَّقِيْمِ وَحَاجَةُ ذِي الْحَاجَةِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ۔	اگر کمزور کی ناتوانی بیمار کے مرض کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر فرما دیتا ۔

وَرَوَاهُ ابْنُ اَبِي حَاتِمٍ بِلَفْظِ لَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ ۔

حدیث :۔ آئندہ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمد و ابن ماجہ و محمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلّم نے فرمایا :۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَخَّرْتُ	اگر اپنی اُمّت کو مشقت میں ڈالنے کا

الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْنِصْفِ اللَّیْلِ۔ — لحاظ نہ ہوتا تو میں عشار کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

وَاَخْرَجَہٗ اِبْنُ جَرِیْرٍ فَقَالَ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ

اور ان کے سوا اور احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنی میں آتی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ نیز یہ مضمون کہ میں ہاں فرما دوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے متعدد احادیث صحاح میں ہے :۔

حدیث ۵ :۔ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عِنْدَ اَحْمَدَ وَمُسْلِمٍ وَالنَّسَائِیِّ

حدیث ٦ :۔ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ — ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے۔

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

حدیث ۷ :۔ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے :۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ ثُمَّ اِذًا لَّا تَسْمَعُوْنَ وَلَا تُطِیْعُوْنَ — میں ہاں فرما دوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو نہ بجا لاؤ۔

رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَالنَّسَائِیُّ

حدیث ۸ :۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے :۔

لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُوْمُوْا بِہَا وَلَوْ لَمْ — اگر میں ہاں فرما دوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تم بجا نہ لاؤ اور

تَقُوْمُوْا بِهَا لَعُذِّبْتُمْ۔ — اگر بجا نہ لاؤ تو عذاب کئے جاؤ۔

رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ اور مضمون اخیر کہ مجھے چھوڑے رہو یہ بھی صحیح مسلم و سنن نسائی میں اُسی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے کہ فرمایا :۔

لَوْقُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ۔ — اگر میں فرماتا ہاں تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بے شک تم نہ کر سکتے۔

پھر فرمایا :۔

ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ — مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں کہ اگلی اُمّتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے خلافِ مُراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی جلدی ہو سکے بجالاؤ اور جب کسی بات سے منع فرماؤں تو اُسے چھوڑ دو۔

وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ مُخْتَصَرًا[1] یعنی جس بات میں مَیں تم پر وجوب یا حُرمت کا حکم نہ کروں اُسے کھود کھود کر نہ پُوچھو کہ پھر واجب یا حرام کا حکم فرمادوں تو تم پر تنگی ہو جائے۔

یہاں سے[15،16] یہ بھی ثابت ہوا کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلا حرج ہے۔ وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہو کر ہر جگہ پُوچھتے ہیں کہ خدا و رسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے؟ اُن احمقوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا و رسول نے کہاں منع کیا ہے؟ جب نہ حکم دیا نہ منع کیا تو جواز رہا تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ و رسول پر افترا کرتے بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے تو منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو مجلس میلادِ مبارک و قیام و فاتحہ و

---

[1] امام ابن ماجہ نے حدیث کا یہ حصہ الگ روایت کیا۔

سوم وغیرہا مسائل بدعتِ وہابیہ سب اسی اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب **اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد** میں اس کا بیان اعلیٰ درجہ کا روشن فرمایا ہے فَنَوَّرَ اللّٰہُ مَنْزِلَہٗ وَاَکْرَمَ عِنْدَہٗ نُزُلَہٗ اٰمِین۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں :۔

مِنْ خَصَائِصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْکَامِ۔

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائصِ کریمہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے جس حکم سے چاہتے مستثنیٰ فرما دیتے۔

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا (مِنَ الْاَحْکَامِ) وَغَیْرِھَا کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرما دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے خصائص کبرےٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا

بَابُ اخْتِصَاصِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَنَّہٗ یَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْکَامِ

باب اس بیان کا کہ خاص نبی ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

امام قسطلانی علیہ الرحمۃ نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے تحریر کئے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ نے دس۔ پانچ وہ اور پانچ اور فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کر دیئے اور پندرہ اور بڑھائے اور اُن کی احادیث بتوفیق اللہ تعالےٰ جمع کیں اور جملہ بائیس واقعے ہوئے وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ اُن کی تفصیل ١٩٠٦ء اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سُنیئے۔

حدیث صحیحین ۱؎ :۔ میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اُن کے ماموں ابو بُردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کرلی تھی جب معلوم ہُوا یہ کافی نہیں۔ عرض کی یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) وہ میں کرچکا اب میرے پاس چھ۶ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے فرمایا :۔

اِجْعَلْهُ مَكَانَهٗ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ — اُس کی جگہ اُسے کردو اور ہرگز اتنی عُمر کی بکری تمہارے بعد دوسرے کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے

خُصُوْصِيَّةٌ لَهٗ لَا تَكُوْنُ لِغَيْرِهٖ اِذْ كَانَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّخُصَّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْكَامِ — یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشی جس میں دوسرے کا حصّہ نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں

نیز **حدیث** :۔ صحیحین میں عقبہ۲؎ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قربانی کے لئے جانور عطا فرمائے ان کے حصّے شِشماہہ بکری آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے حال عرض کیا فرمایا : ضَحِّ بِهَا تم اسی کی قربانی کردو سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنا اور زائد ہے وَلَا رُخْصَةَ فِيْهَا لِاَحَدٍ بَعْدَكَ تمہارے بعد اور کسی کے لئے اس میں رُخصت نہیں۔

(پچھلے صفحہ کے حوالہ جات) ۱۵ و ۱۶ ایک اسی اصل سے مجلسِ میلاد و قیام و فاتحہ و سوم وغیرہ تمام مسائلِ بدعتِ دہابیہ طے ہو جاتے ہیں۔

واقعہ ۱؎ ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے شِش ماہہ بکری کی قربانی جائز فرما دی۔

واقعہ ۲؎ ایک بار عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اجازت کی۔

شیخِ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں احکام مفوض بود بوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر قولِ صحیح۔

حدیث ۱۱۔ صحیح مسلم میں اُمِّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب بیعتِ زناں کی آیت اُتری اور اُس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ اور مُردے پر بیان کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی :۔

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اٰلَ فُلَانٍ فَاِنَّهُمْ كَانُوْا اَسْعَدُوْنِیْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَلَا بُدَّ لِیْ مِنْ اَنْ اُسْعِدَهُمْ	یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) فلاں گھر والوں کو استثنا فرما دیجیے کہ اُنہوں نے زمانۂ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میرے ایک میّت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے اُن کی میّت پر نوحے میں اُن کا ساتھ دینا ضرور ہے۔
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اٰلَ فُلَانٍ	سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دیئے۔

اور سُنن نسائی میں ہے ارشاد فرمایا اِذْهَبِیْ فَاَسْعِدِیْهَا جا اُن کا ساتھ دے آ۔ یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آکر بیعت کی۔

ترمذی کی روایت میں ہے فَاَذِنَ لَهَا سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے فرمایا اِذْهَبِیْ فَكَافِئِیْهِمْ جاؤ اُن کا بدلہ اُتار آؤ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے خاص رخصت اُمِّ عطیہ کو دے دی تھی خاص آلِ فلاں کے بارے میں وَلِلشَّارِعِ اَنْ یَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَا شَاءَ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام سے جو چاہیں خاص

---

۵۳ واقعہ اُمِّ عطیہ کو ایک جگہ نوحہ کرنے کی اجازت تحریر ہے

فرما دیں یہی مضمون۔

حدیث ۱۲:۔ ابنِ مردُویہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے ہے :۔

اَنَّھَا قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَانَ اَبِیْ وَاَخِیْ مَاتَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَاِنَّ فُلَانَۃَ اَسْعَدَتْنِیْ وَقَدْ مَاتَ اَخُوْھَا الْحَدِیْث

انہوں نے عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرا باپ اور بھائی زمانۂ جاہلیت میں فوت ہو گئے تھے اور فلاں عورت نے (نوحہ میں) میرا ساتھ دیا تھا اور اب اس کا بھائی مرگیا ہے۔ (مترجم)

حدیث ۱۳:۔ ترمذی میں اسْماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے اُنہوں نے بھی ایک جگہ نوحے کا بدلہ اُتارنے کی اجازت مانگی۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انکار فرمایا۔

قَالَتْ فَرَاجَعْتُہٗ مِرَارًا فَاَذِنَ لِیْ ثُمَّ لَمْ اَنُحْ بَعْدَ ذٰلِکَ

میں نے کئی بار حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) سے عرض کی آخر حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) نے اجازت دے دی پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا۔

حدیث ۱۴:۔ احمد وطبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی نے وقتِ بیعت نوحے کا بدلہ اُتارنے کا اذن چاہا فرمایا :۔

اِذْھَبِیْ فَکَافِئِیْھِمْ

جاؤ عوض کر آؤ۔ (بدلہ اُتار آؤ)۔

اَقُوْلُ وَظَاھِرٌ اَنَّ کُلَّ رُخْصَۃٍ تَخْتَصُّ بِصَاحِبَتِھَا لَا

میں کہتا ہوں ظاہر یہ ہے کہ ہر رخصت اس خاتون کے ساتھ خاص ہے جسے

واقعہ ۴ ایک بار خولہ بنت حکیم کو اجازت فرما دی واقعہ ۵ یُوہیں اسماء بنت یزید کو ایک دفعہ کی پروانگی عطا کی۔ لہ محتمل ہے کہ یہ بی بی اُمّ عطیہ ہوں لہٰذا واقعہ جُداگانہ نہ شمار ہُوا۔ ۱۲ منہ

شِرْكَةَ فِيهَا لِغَيْرِهَا فَلَا يُعَكِّرُ
بِمَا ذَكَرْنَا عَلٰى قَوْلِ النَّوَوِيِّ اَنَّ
هٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلَى التَّرْخِيْصِ لِاُمِّ
عَطِيَّةَ فِيْ اٰلِ فُلَانٍ خَاصَّةً وَّ
بِمِثْلِهٖ يَنْدَفِعُ مَا اسْتَشْكَلُوْا مِنَ
التَّعَارُضِ فِيْ حَدِيْثَيِ التَّضْحِيَةِ
لِاَبِيْ بُرْدَةَ وَعُقْبَةَ لَاسِيَّمَا مَعَ
زِيَادَةِ الْبَيْهَقِيِّ الْمَذْكُوْرَةِ فَاِنَّهٗ
حُكْمٌ لَا خَبَرٌ وَّلَا شَكَّ اَنَّ الشَّارِعَ
اِذَا خَصَّ اَبَا بُرْدَةَ كَانَ كُلُّ مَنْ
سِوَاهُ دَاخِلًا فِيْ عُمُوْمِ عَدَمِ
الْاَجْزَاءِ وَكَذَا حِيْنَ خَصَّ عُقْبَةَ
فَصَدَقَ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ لَّنْ تُجْزِئَ
اَحَدًا بَعْدَكَ فَافْهَمْ فَقَدْ خَفِيَ
عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَعْلَامِ

رخصت دی گئی، اس میں کسی دوسری
عورت کے لئے شراکت نہیں ہے، ہمارے
بیان سے امام نووی کے اس قول پر
اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ یہ آل فلاں کے
بارے میں خاص طور پر اُمِ عطیہ کے لئے
رخصت دینے پر محمول ہے، ایسے ہی
حضرت ابو بردہ اور حضرت عقبہ کی روایت
کردہ قربانی کی دو حدیثوں کے درمیان
تعارض کا اشکال دُور ہو جائے گا، خصوصاً
امام بیہقی کی مذکورہ زیادتی کے ساتھ، کیونکہ
وہ حکم ہے اور خبر نہیں، اور اس میں
شک نہیں کہ جب شارع علیہ السّلام نے
حضرت ابو بردہ کی تخصیص کر دی تو ان کے
علاوہ ہر شخص ناکافی ہونے کے حکم کے عموم
میں داخل ہوگا، اسی طرح جب حضرت عقبہ
کی تخصیص فرمائی تو ہر دفعہ یہ فرمان سچ ہو گا کہ
تمہارے بعد کسی کے لئے کافی نہیں، خوب
اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ یہ تحقیق بہت سے
اکابر سے مخفی رہ گئی ہے۔ (مترجم)

حدیث ۱۵: طبقات ابن[16] سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

واقعہ ۱۶ اسماء بنت عمیس کو عدتِ وفات کا سوگ معاف فرما دیا۔

ہے جب اُن کے شوہر اوّل جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:۔

تَسَلَّبِي ثَلٰثًا ثُمَّ اصْنَعِي مَا شِئْتِ — تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کو اُس حکمِ عام سے استثنا فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

حدیث ۱۶:۔ ابن السکن میں ابو النعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیامِ نکاح دیا سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مہر دو عرض کی میرے پاس کچھ نہیں فرمایا:۔

أَمَا تُحْسِنُ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ — کیا تجھے قرآنِ عظیم کی کوئی سُورت نہیں
فَاصْدِقْهَا السُّوْرَةَ وَلَا يَكُوْنُ — آتی وہ سُورت سکھانا ہی اس کا مہر کردو
لِاَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا — تیرے بعد یہ پھر کسی اور کو کافی نہیں۔

وَرَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مُّخْتَصَرًا

حدیث ۱۷:۔ ابی داؤد و نسائی وطحاوی و ابن ماجہ و خزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری

اور **حدیث ۱۸:۔** مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلے وصحیح ابنِ خزیمہ ومعجم کبیر طبرانی میں خود حضرت خزیمہ

اور **حدیث ۱۹:۔** حارث بن اُسامہ میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مُکر گئے اور گواہ مانگا جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی کوئی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں

واقعہ ۷: ایک صاحب کو مہر کی جگہ صرف سُورتِ قرآن سکھانا کافی کہہ دیا واقعہ ۸: خزیمہ بن ثابت کی گواہی کو شہادت کی نصاب کامل کر دیا

خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سُن کر بولے

بِتَصْدِيْقِكَ يَارَسُوْلَ اللهِ (وَفِي الثَّانِيْ) صَدَّقْتُكَ بِمَاجِئْتَ بِهٖ وَعَلِمْتُ اَنَّكَ لَاتَقُوْلُ اِلَّاحَقًّا (وَفِي الثَّالِثِ) اَنَا اُصَدِّقُكَ عَلٰى خَبَرِالسَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَلَا اُصَدِّقُكَ عَلَى الْاَعْرَابِيِّ۔	یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے آسمان و زمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مرد کی شہادت کے برابر فرما دی اور ارشاد فرمایا :۔

مَنْ شَهِدَ لَهٗ خُزَيْمَةُ اَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهٗ	خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک اُنہیں کی شہادت بس ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہے کہ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) نے قرآن عظیم کے حکم عام

وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ

سے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرما دیا

حدیث ۲۰ :۔ صحاح ستّہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ[۹] اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیا ہے عرض کی میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا غلام آزاد کر سکتا ہے عرض کی نہ۔ فرمایا لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے۔ عرض کی نہ۔ فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ عرض کی نہ۔ اتنے میں خرمے خدمت اقدس میں لائے گئے

واقعہ ۹ ایک صاحب کے لئے روزے کا کفارہ خود ہی کھا لینا جائز فرما دیا۔

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) نے فرمایا انھیں خیرات کردے۔ عرض کی کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر۔ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں

فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَقَالَ اذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم یہ سُن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مُسلمانو گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سُنا ہوگا سوا دو من خرمے سرکار علیہ التحیۃ والثناء سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ہوگیا۔ واللہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہِ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے ہاں ہاں یہ بارگاہِ بیکس پناہ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ کی خلافت کبریٰ ہے اُن کی ایک نگاہِ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جلّ جلالہٗ نے گناہ گاروں خطاواروں تباہ کاروں کو اُن کا دروازہ بتایا کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ الاٰية

گناہگار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور آپ شفاعت فرمائیں تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ یہی مضمون

حدیث ۲۱: صحیح مسلم میں اُم المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور

حدیث ۲۲: مسند بزاز و معجم اوسط طبرانی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

حدیث ۲۳: دارقطنی میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے ارشاد فرمایا:۔

كُلْهُ اَنْتَ وَعِيَالُكَ فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ

تو اور تیرے اہل و عیال یہ خرمے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ

ادا فرما دیا۔

ہدایہ میں ہے فرمایا:۔

كُلْ اَنْتَ وَعِيَالُكَ تَجْزِئُكَ وَلَا تَجْزِئُ اَحَدًا بَعْدَكَ

تو اور تیرے بال بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ ہوگا۔

سنن ابی داوٗد میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے۔

اِنَّمَا كَانَ هٰذِهٖ رُخْصَةً لَّهٗ خَاصَّةً وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ بُدٌّ مِّنَ التَّكْفِيْرِ

یہ خاص اُسی شخص کے لئے رخصت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ عُلماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گنا وَفِي الْحَدِيْثِ وُجُوْهٌ اُخَرُ۔

حدیث ۲۴:۔ صحیح مسلم[1] وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینب بنت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابو حذیفہ کی بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)، سالم (غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابو حذیفہ کو یہ ناگوار ہے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اَرْضِعِيْهِ حَتّٰى يَدْخُلَ عَلَيْكِ

تم اُسے دُودھ پلا دو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے۔

اُم المؤمنین اُم سلمہ وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے فرمایا:۔

واقعہ [1] ایک صاحب کو جوانی میں ایک بی بی کا دُودھ پینے کی اجازت دی اور اُس سے حرمتِ رضاعت ثابت فرمادی

مَا نَرٰی هٰذِهٖ اِلَّا رُخْصَةً اَرْخَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً

ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رُخصت حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم کے لئے فرمادی تھی۔

حدیث ۲۵:۔ ابن سعد و حاکم میں بطریق عمرہ بنت عبد الرحمٰن خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مضمون مذکور مروی کہ اُنہوں نے جب حال سالم عرض کیا

فَاَمَرَهَا اَنْ تُرْضِعَهٗ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے دُودھ پلا دینے کا حکم فرمایا اُنہوں نے پلا دیا اور سالم اُس وقت مرد جوان تھے جنگِ بدر شریف میں شریک ہو چکے تھے۔ جوان آدمی کو اوّل تو عورت کا دُودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پیئے تو اُس سے پسر رضاعی نہیں ہو سکتا مگر حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) نے ان حُکموں سے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرما دیا۔

حدیث ۲۶:۔ صحاح ستّہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرِ فِیْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ

یعنی عبد الرحمٰن بن عوف و زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدن میں خُشک خارش تھی حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُنھیں ریشمیں کپڑے کی اجازت عطا

واقعہ ۱۱:۔ دو صاحبوں کو ریشمیں کپڑے پہننے کی اجازت فرما دی

واقعہ ۱۲:۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو بحالتِ جنابت مسجدِ اقدس میں رہنا مباح فرما دیا۔

كَانَتْ بِهِمَا — فرمادی۔

حدیث ۲۷: ترمذی[۱۲] و ابی یعلے و بیہقی میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا

يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّجْنِبَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ۔

اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحالِ جنابت داخل ہو۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث ۲۸: مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جناب امیر المؤمنین عُمرِ فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ اُن میں سے میرے لئے ایک ہوتی تو مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ پیاری تھی۔ (سُرخ اُونٹ عزیز ترین اموالِ عرب ہیں) کسی نے کہا یا امیر المؤمنین وہ کیا ہیں؟ فرمایا دُخترِ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شادی۔

وَسُكْنَاهُ الْمَسْجِدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِلُّ لَهٗ مَا يَحِلُّ لَهٗ۔

اور اُن کا مسجد میں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ اُنھیں مسجد میں رَوا تھا جو حضُورِ اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کو رَوا تھا۔

(یعنی بحال جنابت رہنا) اور روزِ خیبر کا نشان۔

حدیث ۲۹: معجم کبیر[۱۳] طبرانی و سنن بیہقی و تاریخ ابن عساکر میں اُمّ المؤمنین اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں

اَلَا اِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ

سُن لو یہ مسجد کسی جنب کو حلال ہے نہ

واقعہ ۱۳۔ کہ مخدراتِ اہلبیت طہارت کو بحالت عارضۂ ماہانہ مسجد مبارک میں آنا جائز فرما دیا۔

لِجُنُبٍ وَّلَا لِحَائِضٍ اِلَّا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَزْوَاجِہٖ وَفَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلِیٍّ اَلَا بَیَّنْتُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا

کسی حائض کو مگر سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور حضور کی ازواج مطہرات و حضرت بتول زہرا اور مولیٰ علی کو صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وعلیہم وسلّم سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرمادیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ۔

ھٰذِہٖ رِوَایَۃُ الطَّبْرَانِیْ

حدیث ۳۰: صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

نَھَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

باایںہمہ خود براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگشتری طلائی پہنتے۔ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابوالسفر سے روایت کی۔

قَالَ رَاَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِّنْ ذَھَبٍ۔

میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔

وَرَوٰی نَحْوَہُ الْبَغْوِیُّ فِی الْجَعْدِیَّاتِ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں:۔

حَدَّثَنَا اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَنَا اَبُوْرَجَاءٍ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِّنْ ذَھَبٍ وَّکَانَ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ لَہٗ لِمَ تَخَتَّمُ بِالذَّھَبِ وَقَدْ نَھٰی عَنْہُ

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ اُن سے کہتے تھے آپ سونے کی انگشتری کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس سے ممانعت فرمائی

واقعہ ۱۴ - براء بن عازب کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت فرمادی

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ الْبَرَاءُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ
غَنِيْمَةٌ يَقْسِمُهَا سَبْيٌ وَّخُرْثِيٌّ
قَالَ فَقَسَّمَهَا حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْخَاتَمُ
فَرَفَعَ طَرْفَهٗ فَنَظَرَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ
ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهٗ فَنَظَرَ
اِلَيْهِمْ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهٗ
فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ اَيْ بَرَاءُ فَجِئْتُهٗ
حَتّٰى قَعَدْتُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَخَذَ
الْخَاتَمَ فَقَبَضَ عَلٰى كُرْسُوْعِيْ ثُمَّ
قَالَ خُذْ اِلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
قَالَ وَكَانَ الْبَرَاءُ يَقُوْلُ كَيْفَ
تَاْمُرُوْنِيْ اَنْ اَضَعَ مَا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔

ہے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر تھے۔ حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام)
کے سامنے اموالِ غنیمت غلام و متاعِ خانہ
تھے حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) تقسیم فرماتے
تھے سب بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہی۔
حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) نے نظرِ مبارک اُٹھا
کر اپنے اصحابِ کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر
لی اور پھر نظر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی
کر لی پھر نظر اُٹھا کر دیکھا اور مجھے بُلایا اے براء
میں حاضر ہو کر حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کے
سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی پھر فرمایا لے پہن
لے جو کچھ تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اُتار
ڈالوں جسے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ و رسول نے
پہنایا۔ جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔

حدیث ۳۱ :۔ دلائل[15] النبوۃ بیہقی میں بطریقِ احسن مروی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

واقعہ ۱۵۔ سراقہ کو سونے کے کنگن حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اجازت سے پہنائے گئے۔

علیہ وسلّم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :۔

كَيْفَ بِكَ اِذَا لَبِسْتَ سِوَارَىْ كِسْرٰى ۔	وہ وقت تیرا کیسا وقت ہوگا جب تجھے کسرٰے بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے

جب ایران زمانۂ امیرالمؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتح ہُوا اور کسرٰے کے کنگن کمر بند تاج، خدمتِ فارُوقی میں حاضر کیے گئے امیرالمؤمنین نے اُنہیں پہنائے اور فرمایا اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہو :۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ سَلَبَهُمَا كِسْرَى بْنَ هُرْمُزَ وَاَلْبَسَهُمَا سُرَاقَةَ الْاَعْرَابِيَّ ۔	اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسرٰے بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے ۔
قَالَ الْعَلَّامَةُ الزُّرْقَانِيُّ فِىْ هٰذَا اِسْتِعْمَالُ الذَّهَبِ وَهُوَ حَرَامٌ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا فَعَلَهٗ تَحْقِيْقًا لِّمُعْجِزَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّقِرَّهُمَا فَاِنَّهٗ رُوِىَ اَنَّهٗ اَمَرَهٗ فَنَزَعَهُمَا وَجَعَلَهُمَا فِى الْغَنِيْمَةِ وَمِثْلُ هٰذَا لَا يُعَدُّ اِسْتِعْمَالًا اهـ	علامہ زرقانی نے فرمایا اس میں سونے کا استعمال ہے اور وہ حرام ہے ، وجہ یہ ہے کہ حضرت سراقہ نے یہ عمل رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے کو ثابت کرنے کیلئے کیا. یہ نہیں کہ وہ کنگن پہنے رہے ہوں ، کیونکہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے پر اُنہوں نے اُتار دیئے اور مالِ غنیمت میں شامل کر دیئے گئے اور ایسا عمل شمار نہیں کیا جاتا ۔
اقول رَحِمَكَ اللّٰهُ مِنْ فَاضِلٍ كَبِيْرِ الشَّانِ اِنَّمَا الْمُعْجِزَةُ اِخْبَارُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	میں کہتا ہوں :۔ اے عظیمُ الشّان فاضل (علامہ زرقانی) اللہ تعالےٰ آپ پر رحم فرمائے ! معجزہ تو یہ ہے کہ

بِاَنَّهٗ یَلْبَسُ سَوَارِیْ کِسْرٰی فَاِنَّمَا تَحْقِیْقُهَا بِلُبْسِهٖ وَاِنَّمَا الْحَرَامُ اللُّبْسُ وَلَیْسَ مِنْ شَرْطِ الْحُرْمَةِ اللُّبْثُ فَالْوَاضِحُ مَاجَنَحْتُ اِلَیْهِ مِنْ اَنَّ هٰذَا تَرْخِیْصٌ وَ تَخْصِیْصٌ مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِسُرَاقَةَ وَلَمْ یَکُنْ فِی الْحَدِیْثِ مَا یَدُلُّ عَلَی التَّمْلِیْكِ فَفَعَلَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ مَا اَرْشَدَ اِلَیْهِ الْحَدِیْثُ ثُمَّ رَدَّهُمَا مَرَدَّهُمَا

نبیِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دی کہ حضرت سراقہ، شاہِ ایران کے کنگن پہنیں گے، اس معجزہ کی تحقیق حضرت سراقہ کا کنگن پہننا ہے، اور پہننا حرام ہے، حُرمت کی شرط دیر تک پہنے رہنا نہیں ہے (بلکہ فقط پہننا حرام ہے) لہٰذا واضح وہ بات ہے جو میں نے اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ یہ نبیِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے حضرت سراقہ کو رُخصت اور خُصوصیت عطا فرمانا ہے، حدیث شریف میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو انہیں مالک بنانے پر دلالت کرے، لہٰذا امیر المؤمنین نے حدیث شریف کی ہدایت پر عمل کیا، پھر وہ کنگن مالِ غنیمت میں شامل کر دیئے

حدیث ۳۲:۔ طبقات ابن سعد[۱۶] میں منذر ثوری سے ہے امیرالمؤمنین حضرت علی وطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں گفتگو ہوئی۔ طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ ابو القاسم کا) نام بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک رکھا اور کنیت بھی حضو

واقعہ ۱۶۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو اپنا نام وکنیت جمع کرنے کی اجازت فرمائی۔

(علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کی کنیت۔ حالانکہ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُن کے جمع کرنے سے منع فرمایا ہے امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے ایک جماعت قریش کو بلا کر گواہی دلوائی ـــــــ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے امیر المؤمنین سے ارشاد فرمایا تھا۔

سَیُوْلَدُ لَكَ بَعْدِیْ غُلَامٌ فَقَدْ نَحَلْتُهٗ اِسْمِیْ وَکُنْیَتِیْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِیْ بَعْدَهٗ

عنقریب میرے بعد تمہارے ایک لڑکا ہوگا میں نے اُسے اپنے نام و کنیت دونوں عطا فرما دیئے اور اُس کے بعد میرے کسی اور اُمتی کو حلال نہیں۔

لہ شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں عُلماء را دریں مسئلہ اقوال ست وقول صواب ازیں مقالات آن ست کہ تسمیہ بنام شریف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز بلکہ مستحب ست وتکنی بکنیّت وے اگرچند بعد از زمان شریف وے باشد ممنوع ومنع ازاں دراں زمان ممنوع قوی تر وسخت تر بود وهمچنیں جمع کردن میان نام وکنیت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممنوع بطریق اولیٰ وآنکہ علی مرتضیٰ کرد مخصوص بود بوے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیر اورا جائز نبود اھ

لکن فی التنویر من کان اسمہ محمداً لا بأس بان یکنی اباالقاسم اھ وعللہ فی الدر بنسخ النھی محتجا بفعل علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اقول وکیف یفید النسخ مع نص الحدیث نفسہ ان ذلک کان رخصۃ من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کما سیأتی والمرام یحتاج الی زیادۃ تحریر لا یرخص فیہ غرابۃ المقام واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں :۔

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنْ وُّلِدَ لِیْ وَلَدٌ بَعْدَكَ اُسَمِّیْهِ بِاِسْمِكَ وَاُكَنِّیْهِ بِكُنْیَتِكَ فَقَالَ نَعَمْ فَكَانَتْ رُخْصَةً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) حضور کے بعد اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہو تو میں حضور کا نام پاک اُس کا نام رکھوں اور حضور کی کنیت اُس کی کنیت فرمایا ہاں یہ مولیٰ علی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی رُخصت تھی۔

اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَ وَاَبُوْیَعْلٰی وَالْحَاكِمُ فِی الْكُنٰی[1] وَالطَّحَاوِیُّ وَالْحَاكِمُ فِی الْمُسْتَدْرِكِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی السُّنَنِ وَالضِّیَاءُ فِی الْمُخْتَارَةِ عَنْهُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ

حدیث ۳۳ :۔ صحیح بخاری و ترمذی و مسند احمد میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے غزوۂ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجۂ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُنہیں مدینہ طیبہ میں شہزادی کی تیمار داری کے لئے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا :۔

اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَّسَهْمَهٗ۔

بے شک تمہارے لئے حاضرانِ بدر کے برابر ثواب حاضری کے مثل غنیمت کا حصّہ ہے

یہ خصوصیّت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دی حالانکہ جو حاضرِ جہاد نہ ہو غنیمت میں اُس کا حصّہ نہیں سنن ابی داؤد میں اُنھیں سے ہے۔

ضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمٍ وَّلَمْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُن کے لئے حصّہ مقرر فرمایا اور اُن کے سوا

[1] واقعہ ۷۔ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حاضری جہاد سہم غنیمت کا مستحق فرما دیا اور عطا فرمایا

يَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَيْرِهٖ — کسی غیر حاضر کو حصّہ نہ دیا۔

حدیث ۔ آئندہ[18] کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر صوبہ کر کے بھیجا اُن سے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے لئے رعایا کے ہدایا طیّب کر دیے اگر کوئی شخص تمہیں ہدیہ دے جائے قبول کر لو۔ عبید بن صخر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تیس غلام لائے کہ انہیں ہدیہ دیئے گئے حالانکہ عاملوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے مسند ابویعلی بن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

هَدَايَا الْعُمَّالِ حَرَامٌ كُلُّهَا — عاملوں کے سب ہدیے حرام ہیں

مسند احمد و سنن بیہقی میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

هَدَايَا الْعُمَّالِ غُلُوْلٌ — عاملوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

حدیث ۳۴ :۔ صحیحین[19] میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمرو انصاری یا اُن کے والد منقذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے) سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے عرض کی کہ میں فریب کھا جاتا ہوں (یعنی لوگ مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا :۔

مَنْ بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ زَادَ الْحُمَيْدِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ ثُمَّ اَنْتَ بِالْخِيَارِ ثَلٰثًا — جس سے خریداری کرو یہ کہہ دیا کرو کہ فریب کی نہیں سہی پھر تمہیں تین دن تک اختیار ہے (اگر ناموافق پاؤ بیع ردّ کر دو)

یہی مضمون **حدیث ۳۵** :۔ سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

واقعہ ۱۸ :۔ معاذ بن جبل کو اپنی رعیت سے تحائف لینا حلال فرما دیا۔

واقعہ ۱۹ :۔ ایک صاحب کے لئے بیع میں خیار مقرر فرما دیا۔

وَذَکَرَ قِصَّۃً وَّلَمْ یَذْکُرِ الزِّیَادَۃَ

امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ و امام شافعی علیہ الرحمۃ اور بروایت اصح میں امام مالک وغیرہم آئمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غبن باعثِ خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کرسکتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انھیں کو نوازا تھا اوروں کے لئے نہیں یہی قولِ صحیح ہے۔

حدیث ۳۶ :۔ مشہور[۲۰] میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے نمازِ عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی۔

فِیْہِ عَنْ عُمَرَ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ کُلُّھَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَعَنْ مُّعٰوِیَۃَ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ وَعَنْ عُمَرِوبْنِ عَنْبَسَۃَ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ۔

خود اُم المؤمنین سیّدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس ممانعت کو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ فِیْ سُنَنِہٖ باایں ہمہ اُم المؤمنین عصر کی دو رکعتیں پڑھا کرتیں۔

رَوَاہُ الشَّیْخَانِ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْھَرَ وَالْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ اَنَّھُمْ اَرْسَلُوْہُ اِلٰی عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِقْرَأْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِیْعًا وَّسَلْھَا عَنِ الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ لَّھَا بَلَغَنَا اَنَّکِ تُصَلِّیْنَھُمَا وَاِنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْھُمَا۔

عُلما فرماتے ہیں یہ اُمّ المؤمنین کی خصوصیت تھی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے لئے جائز کر دیا تھا۔

واقعہ ۲۰ ؎ کہ اُم المؤمنین کو عصر کے بعد دو رکعت نفل جائز فرما دیئے

قَالَہُ الْاِمَامُ الْجَلِیْلُ خَاتِمُ الْحُفَّاظِ السُّیُوطِیُّ فِی اُنْمُوْذَجِ اللَّبِیْبِ ثُمَّ الزُّرْقَانِیُّ فِی شَرْحِ الْمَوَاھِبِ

حدیث ۳۷ :۔ صحیحین[۲۱] و مسند احمد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان میں اُمّ المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

اور **حدیث ۳۸** :۔ احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس

اور **حدیث ۳۹** :۔ احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابو نعیم و بیہقی میں ضباعہ بنت زبیر

اور **حدیث ۴۰** :۔ بیہقی و ابن مندہ بِطَرِیْقِ ھِشَامٍ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ حضرت جابر بن عبداللہ

اور **حدیث ۴۱** :۔ احمد و ابن ماجہ و طبرانی میں جدہ ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر یعنی اسماءؓ بنت صدیق یا سعدے بنت عوف

اور **حدیث ۴۲** :۔ طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی چچازاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا حج کا ارادہ ہے۔ عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) واللہ میں تو اپنے آپ کو بیمار ہی پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادا نہ کر سکوں پھر احرام سے کیونکر باہر آؤں گی فرمایا :۔

اَھِلِّیْ وَاشْتَرِطِیْ اَنَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ۔

احرام باندھ اور نیتِ حج میں یہ شرط لگا لے کہ الٰہی جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر ہوں۔

نسائی نے زائد کیا :۔

واقعہ ۲۱ :۔ ایک بی بی کو احرام میں شرط لگا لینا جائز فرما دیا

فَاِنَّ لَكِ عَلٰی رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَیْتِ — تمہارا یہ استثناء تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا:۔

فَاِنْ حُبِسْتِ اَوْ مَرِضْتِ فَقَدْ حَلَلْتِ مِنْ ذٰلِكِ بِشَرْطِكِ عَلٰی رَبِّكِ عَزَّوَجَلَّ۔ — اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگالی ہے احرام سے باہر ہو جاؤ گی۔

ہمارے آئمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں یہ ایک خاص اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اُنھیں عطا فرما دی ورنہ نیّت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔ بَلْ وَافَقَنَا عَلٰی اخْتِصَاصِهٖ بِهَا بَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ كَالْخَطَّابِيِّ ثُمَّ الرُّوْيَانِيِّ كَمَا فِيْ عُمْدَةِ الْقَارِيْ لِلْاِمَامِ الْعَيْنِيِّ مِنْ بَابِ الْاِحْصَارِ حتیٰ کہ

حدیث ۴۳:۔ مسند[۲۲] امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم ہے:۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّهٗ اَتَی النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ عَلٰی اَنَّهٗ لَا يُصَلِّيْ اِلَّا صَلَاتَيْنِ فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ — یعنی ایک صاحب خدمتِ اقدس حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا۔

ان کے سوا امام جلیل جلال سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مستطاب انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک مجمل فہرست میں نو واقعوں کے اور پتے دیئے ہیں کہ فقیر نے اُن تین کی طرح یہ بھی ترک کر دیئے لِوُجُوْهٍ يَطُوْلُ اِيْرَادُهَا وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

واقعہ ۲۲:۔ ایک شخص سے اس شرط پر اسلام قبول فرما لیا کہ دو نمازیں نہ پڑھے گا۔

عَلٰی تَوَاتُرِالآئِہٖ ۔ تینتالیس حدیثیں یہ اور آٹھ حدیث بالائی دربارۂ تحریم مدینۂ طیّبہ جملہ اکاون احادیث ہیں جن میں بہت از رُوئے اسناد بھی خاص مقصود رسالہ کے مناسب تھیں اور بحثیت تذلیلِ وہابیہ و تضلیل و تجہیل امام الوہابیہ تو سب ہی مقصودِ عام رسالہ کے ملائم ہیں اُنہیں بھی گنیے تو شمار احادیث یہاں تک ایک سو چھیانوے ہو مگر ہمارے نبیِ کریم رؤف و رحیم علیہ و علیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے :۔

اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الْقِتْلَۃَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الذِّبْحَۃَ	بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا مقرر فرمادیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرو تو قتل میں بھی احسان کرو اور ذبح کرو تو ذبح میں بھی احسان برتو ۔

اَحْمَدُ وَالسِّتَّۃُ اِلَّا الْبُخَارِیَّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

لہٰذا میرا خامۂ تیغبار نجدی شکار اپنے مقتولین مخذولین مذبوحین مقبوحین حضرات وہابیہ پر احسان کے لئے یہ پچاسا شمار سے الگ رکھتا اور بتوفیق اللہ تعالیٰ آگے صرف وہ بعض احادیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی طرف جلائل احکامِ تشریعیہ کی صریح اسنادوں پر مشتمل اور وہ کہ ان دلائل تفویض احکام بحضور سیّد الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسّلام کی مؤید و مکمل ہیں لکھتا ہے ان میں مؤیدات تفویض کی تقدیم کیجئے کہ اس مبحث کا سلسلہ رہے وباللہ التوفیق ۔

حدیث ۱۴۶ [۴۴] :۔ حدیث صحیح جلیل سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ و مسند امام طحاوی و معجم طبرانی و معرفت بیہقی کُلُّھُمْ بِطَرِیْقِ مَنْصُوْرِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْجُدَلِیِّ عَنْ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتٍ اِلَّا ابْنَ مَاجَۃَ فَعَنْ سُفْیٰنَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ التَّیْمِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ عَنْ خُزَیْمَۃَ کہ حضرت ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثًا وَّلَوْ مَضَی السَّائِلُ عَلٰی مَسْأَلَتِہٖ لَجَعَلَھَا خَمْسًا

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مُدّت تین رات مقرر فرمائی ہے اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پانچ راتیں کر دیتے۔

یہ ابن ماجہ کی روایت ہے اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے فرمایا:۔

وَلَوِ اسْتَزَدْنَاہُ لَزَادَنَا

اگر ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے زیادہ مانگتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مُدّت اور بڑھا دیتے۔

دُوسری روایت طحاوی میں ہے:۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ جَعَلَ الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَ لَیَالِیْھُنَّ وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَّلَیْلَۃً وَلَوْ اَطْنَبَ لَہُ السَّائِلُ فِیْ مَسْأَلَتِہٖ لَزَادَہٗ

بے شک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مُدّت مسافر کے لئے تین رات دن اور مقیم کے لئے ایک رات دن کر دی اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور زیادہ مُدّت عطا فرماتے۔

بیہقی کی روایتِ اُخریٰ یوں ہے:۔

وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْ مَضَی السَّائِلُ فِیْ مَسْأَلَتِہٖ لَجَعَلَہٗ خَمْسًا

خدا کی قسم اگر سائل عرض کئے جاتا تو حضور (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) مُدّت کے پانچ دن کر دیتے۔

یہ حدیث بلاشبہ صحیح السند ہے اس کے سب رواۃ اجلّہ ثقات ہیں۔ لاجرم امام ترمذی نے اُسے روایت کر کے فرمایا ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یہ حدیث حسن صحیح ہے نیز امام الشان یحییٰ بن معین سے نقل کیا یہ حدیث صحیح ہے:۔

وَھُوَ وَاِنْ لَّمْ یَذْکُرِ الزِّیَادَۃَ فَاِنَّمَا الْمَخْرَجُ الْمَخْرَجُ وَالطَّرِیْقُ

الطَّرِيْقُ حَيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ نَاسَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ الْجُدَلِيِّ عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَطَالَ الْإِمَامُ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ الْكَلَامَ فِي تَقْوِيَةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَالذَّبِّ عَنْهُ فِي كِتَابِهِ الْإِمَامِ وَآثَرَهُ الْإِمَامُ الزَّيْلَعِيُّ فِي نَصْبِ الرَّايَةِ فَرَاجِعْهُ إِنْ شِئْتَ [1]

---

[1] اعظم مایرتاب به فیه روایة البیہقی عن الترمذی عن البخاری لایصح عندی لانہ لایعرف لابی عبداللہ الجدلی سَمَاعٌ من خزیمة

ع وتلك شكاة ظاهر عنك عارها : فان مبناه علی ماذهب الیه هو رحمه الله من اشتراط ثبوت السماع ولومرة للاتصال والصحیح الاجتزاء بالمعاصرة هو المنصور وعلیه الجمهور کما افاده المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر وقد اطال مسلم فی مقدمة صحیحه فی الرد علی هذا المذهب لاجرم ان لم یکترث به تلمیذه الترمذی وحکم بانه حسن صحیح وکذا حکم بصحته شیخ البخاری امام الناقدین یحییٰ بن معین **اقول** علا انه لوسلم فقصواه الانقطاع ولیس بقادح عندنا وعند سائر قابلی المراسیل وهم الجمهور ثم لاعلیك من دندنة ابن حزم ان الجدلی لایعتمد علی روایته فان الرجل فی الجرح والوقیعة کالاعمیین السیل الهجوم والبعیر الصئول حتی عد الترمذی من المجاهیل والجدلی فقد وثقه الامامان المرجوع الیهما احمد بن حنبل وابن معین فماهو ابن حزم وایش ابن حزم بعد هذین وهو متفرد فیه لم یسبقه احد بهذا القول الاتری ان البخاری انما اعله اذاعله بانه لم یعرف سَمَاعَ الجدلی لابانهار وایته الجدلی وقد صحح له الترمذی وقال فی التقریب ثقة والله اعلم ۱۲ منه

اقول یہ حدیث صحیح حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفویض و اختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا مؤکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانچ دن کر دیتے۔ اصلاً گنجائش نہ رکھتا تھا کَمَا لَا یَخْفٰی اور یہاں جزم خصوص بے جزم عموم نہ ہو گا کہ اس خاص کی نسبت کوئی خاص تخییر ارشاد نہ ہوئی تھی تو جزم کا منشا وہی کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سیّد الانام ہیں علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث ۴۷[۴۵] :۔ مالک و احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ — اگر مشقت اُمت کا خیال نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے قَالَهٗ فِی التَّیْسِیْرِ وَغَیْرِہٖ

احمد و نسائی نے اُنھیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ بِوُضُوْءٍ وَّمَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ بِسِوَاكٍ — اُمت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں اُن پر فرض کر دوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول :۔ امر دو قسم ہے حتمی جس کا حاصل ایجاب اور اُس کی مخالفت معصیت وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ۔ دوسرا ندبی جس کا حاصل ترغیب اور اُس کے ترک میں وسعت وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰی خَشِیْتُ اَنْ یُّكْتَبَ عَلَیَّ اَحْمَدُ عَنْ وَّاثِلَةَ ابْنِ الْاَسْقَعِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضرور نفی حتمی کی ہے امر حتمی بھی دو قسم ہے ظنی جس کا مفاد وجوب اور قطعی جس کا مقتضے

فرضیت ظنیت خواہ من جہۃ الروایۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سراپردۂ عزت کے گرد ظنوں کو اصلاً بار نہیں تو قِسم واجب اصطلاحی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب نَصَّ عَلَیْہِ الْاِمَامُ الْمُحَقِّقُ حَیْثُ اُطْلِقَ فِی الْفَتْحِ۔

اب واضح ہو گیا کہ ان ارشاداتِ کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا تو اپنی اُمّت پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرما دیتا مگر اُنکی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کئے اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں؟ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

حدیث ۱۴۸ :۔ مالک وشافعی وبیہقی اُن سے اور طبرانی اوسط میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بسند حسن راوی رُسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں :۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ مَعَ کُلِّ وُضُوْءٍ۔

مشقّت اُمّت کا پاس ہے ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک اُن پر فرض کر دوں۔

حدیث ۱۴۹ :۔ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم :۔ مسواک کرو کہ مسواک مُنہ کو پاکیزہ اور ربّ عزّوجلّ کو راضی کرتی ہے۔ جبریل جب میرے پاس حاضر ہوتے مجھے مسواک کی وصیّت کی۔

حَتّٰی لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ یُّفْرِضَہٗ عَلَیَّ وَعَلٰی اُمَّتِیْ وَلَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُہٗ عَلَیْھِمْ

یہاں تک کہ بیشک مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری اُمّت پر مسواک فرض کر دیں گے اور اگر مشقّتِ اُمّت کا خوف نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض کر دیتا۔

اِبْنُ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

یہاں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف بھی فرض کر دینے کی اسناد ہیں :۔

حدیث ۱۵۰ :۔ طبرانی و بزار و دار قطنی و حاکم حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَفَرَضْتُ عَلَیْہِمُ السِّوَاکَ عِنْدَ کُلِّ صَلَاۃٍ (زَادَ غَیْرُ الدَّارَ قُطْنِیِّ) کَمَا فَرَضْتُ عَلَیْہِمُ الْوُضُوْءَ

مشقتِ اُمت کا لحاظ نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت اُن پر مسواک فرض کر دوں جس طرح میں نے وضو اُن پر فرض کر دیا ہے یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت پر فرض کر دیا۔

۴۶، ۵۰

حدیث ۱۵۱، ۱۵۲ :۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم :۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ وَالطِّیْبِ عِنْدَ کُلِّ صَلَاۃٍ

مشقتِ اُمت کا خیال نہ ہو تو اپنی اُمت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کر دوں۔

اَبُوْنُعَیْمٍ فِیْ کِتَابِ السِّوَاکِ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا بِسَنَدٍ حَسَنٍ وَّسَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِہٖ عَنْ مَّکْحُوْلٍ مُّرْسَلًا

یہاں خوشبو کی فرضیت بھی زائد فرمائی۔

حدیث ۱۵۳ [۵۱] :۔ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یَّسْتَاکُوْا بِالْاَسْحَارِ

مشقتِ اُمت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اُن پر فرض فرما دیتا کہ ہر سحر پچھلے پہر اُٹھ کر مسواک کریں۔

اَبُوْنُعَیْمٍ فِی السِّوَاکِ عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا۔

۵۲، ۵۳

حدیث ۱۵۴، ۱۵۵ :۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ

مشقتِ اُمت کا خیال نہ ہو تو میں ہر نماز

لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَّلَاَخَّرْتُ الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ

کے وقت اُن پر مسواک فرض کر دوں اور نمازِ عشاء کو تہائی رات تک ہٹا دوں۔

اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالضِّيَاءُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ وَالْبَزَّارُ عَنْ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ وَرَوٰى عَنْ زَيْدٍ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ كَحَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الْاَوَّلِ بِالْاِقْتِصَارِ عَلَى الشَّطْرِ الْاَوَّلِ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ كَحَدِيْثِ زَيْدٍ هٰذَا

وَفِيْهِ لَفَرَضْتُ عَلَيْهِمُ السِّوَاكَ مَعَ الْوُضُوْءِ وَلَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ۔

یعنی میں وضو میں مسواک فرض کر دیتا اور نمازِ عشاء آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

وَلِلنَّسَائِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ

لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

میں اُن پر فرض کر دیتا کہ عشاء دیر کر کے پڑھیں اور ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔

حدیث ۱۵۶: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْهَا هٰكَذَا يَعْنِي الْعِشَاءَ نِصْفَ اللَّيْلِ۔

اُمت پر مشقت نہ ہوتی تو میں اُن پر فرض کر دیتا کہ عشاء آدھی رات کو پڑھیں۔

اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَّالنَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا۔

حدیث ۱۵۷[۵۵]: کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:۔

لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِيفِ وَسُقْمُ السَّقِيمِ لَاَمَرْتُ بِهٰذِهِ الصَّلٰوةِ اَنْ تُؤَخَّرَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔

اگر ناتوانوں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کر دیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک مؤخر کریں۔

اَلنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَمَرَّتْ رِوَایَةُ اَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ وَابْنِ مَاجَةَ وَاَبِیْ حَاتِمٍ بِلَا لَفْظِ الْاَمْرِ۔

حدیث ۱۵۸[۵۶]: فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّؤَخِّرَ وَالْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْ نِصْفِهٖ۔

مشقت اُمت کا اندیشہ نہ ہو تو میں اُن پر فرض کردوں کہ عشاء میں تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کریں۔

اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ

---

[۱] سبب هذا انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اخر ذات لیلة صلاة العشاء حتی ابهار اللیل او ذهب عامة اللیل ونام النساء والصبیان فجاء فصلی وذکرہ کما وردمبینا فی احادیث ابن عباس وابی سعید وابن عمر وانس وعائشة وغیرهم رضی الله تعالیٰ عنهم وسبب حدیث السواک اتیان ناس عنده صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قلحاً فقال استاکوا لاتاتونی قلحا لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیهم السواک عند کل صلاة کما بینه الدار قطنی من حدیث العباس رضی الله تعالیٰ عنه فهما حدیثان ربما افرزهما ابو هریرة وربما جمع وکذلک غیرہ رضی الله تعالیٰ عنهم وان اتفق ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هو الذی قال مرة هکذا وتارة جمع فالتعدد اظهر واکثر والله تعالیٰ اعلم ۱۲ منه دامت فیوضه

تَعَالٰی عَنْہُ وَمَرَّتْ اُخْرٰی لِابْنِ مَاجَۃَ کَاَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ وَمُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ خَالِیَۃً عَنِ الْاَمْرِ۔

حدیث ۱۵۹ [57]:۔ صحیح بخاری میں زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آیت سورۃ احزاب کی نسبت ہے:۔

وَجَدْتُّھَا مَعَ خُزَیْمَۃَ الَّذِیْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَھَادَتَہٗ بِشَھَادَتَیْنِ

وہ میں نے لکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پائی جن کی گواہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے دو گواہوں کے برابر فرمائی

حدیث ۱۶۰ [58]:۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر صوبہ دار بنا کر بھیجتے وقت اُن سے ارشاد فرمایا:۔

اِنِّیْ قَدْ عَرَفْتُ بَلَاءَکَ فِی الدِّیْنِ وَالَّذِیْ قَدْ رَکِبَکَ مِنَ الدَّیْنِ وَقَدْ طَیَّبْتُ لَکَ الْھَدِیَّۃَ فَاِنْ اُھْدِیَ لَکَ شَیْئٌ فَاقْبَلْ۔

مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین میں ہو چکیں اور جو کچھ دَین تم پر ہو گئے ہیں رعیت کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیّب کر دیے جو تمہیں تحفے دے دے لے لو۔

سَیْفٌ فِیْ کِتَابِ الْفُتُوْحِ عَنْ عُبَیْدِ بْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حدیث ۱۶۱:۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ فَھَاتُوْا صَدَقَۃَ الرِّقَۃِ بَیْنَ کُلِّ اَرْبَعِیْنَ دِرْھَمًا دِرْھَمًا۔

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف فرما دی۔ روپوں کی زکوٰۃ دو ہر چالیس درہم سے ایک درہم۔

اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ عَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُرْتَضٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ۔

---

[1] یہاں تک اٹھاون حدیثیں تفویض احکام کی مفیدات و مؤیدات مذکور ہوئیں آگے صرف اسنادات جلیلہ ہیں۔ ۱۲ منہ

سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوتی۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میں نے معاف فرمادی ہے ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک رؤف و رحیم کے ہاتھ میں ہے۔ بحکم ربّ العٰلمین جلّ جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۶۲ :- حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے فرمایا :-

مَاتَقُوْلُوْنَ فِي الزِّنَا۔	زنا کو کیسا سمجھتے ہو۔
قَالُوْا حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ فَهُوَ حَرَامٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔	عرض کی حرام ہے اُسے اللہ و رسول نے حرام کر دیا۔ تو وہ قیامت تک حرام ہے۔

اَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَالْكَبِيْرِ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

حدیث ۱۶۳ :- فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اِنِّيْ اُحَرِّمُ عَلَيْكُمْ حَقَّ الضَّعِيْفَيْنِ الْيَتِيْمِ وَالْمَرْاَةِ	میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی یتیم اور عورت۔

اَلْحَاكِمُ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ وَاللَّفْظُ لَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

حدیث ۱۶۴ :- صحیحین میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے اُنہوں نے سال فتح مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا :-

اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ	بے شک اللہ اور اُس کے رسول نے حرام کر دیا ہے شراب اور مُردار اور سُوّر اور بُتوں کا بیچنا۔

حدیث ۱۶۵ :- فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :-

لَاتَشْرَبْ مُسْكِرًا فَاِنِّیْ حَرَّمْتُ کُلَّ مُسْکِرٍ - نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بے شک نشہ کی ہر چیز میں نے حرام کر دی ہے

اَلنَّسَائِیُّ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ

حدیث ۱۶۶: - فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سُن لو مجھے قرآن کے ساتھ اُس کا مثل ملا یعنی حدیث دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لئے رہو جو اس میں حلال ہے اُسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اُسے حرام مانو۔

ؔ فائدہ :- ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کی حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ نِ الْوَصَابِیُّ ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مُوْسٰی ثَنَا رَبَاحُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ فَرَضْتُ عَلٰی اُمَّتِیْ قِرَاءَۃَ یٰسٓ کُلَّ لَیْلَۃٍ فَمَنْ دَاوَمَ عَلٰی قِرَاءَتِھَا کُلَّ لَیْلَۃٍ ثُمَّ مَاتَ مَاتَ شَھِیْدًا یعنی اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی اُمت پر یٰسٓ شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اُسے پڑھے پھر مرے شہید مرے۔ اقول وَسَعِیْدٌ وَاِنِ اتُّھِمَ فَالْمُحَقَّقُ عِنْدَ الْمُحَقِّقِیْنَ اَنَّ الْوَضْعَ لَایَثْبُتُ بِمُجَرَّدِ تَفَرُّدِ کَذَّابٍ فَضْلًا عَنْ مُتَّھَمٍ مَالَمْ یَنْضَمَّ اِلَیْہِ شَیْءٌ مِّنَ الْقَرَائِنِ الْحَاکِمَۃِ بِہٖ کَمُخَالَفَۃِ نَصٍّ اَوْ اِجْمَاعٍ قَطْعِیَّیْنِ اَوِ الْحِسِّ اَوْ اِقْرَارِ الْوَاضِعِ بِوَضْعِہٖ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ کَمَا نَصَّ عَلَیْہِ السَّخَاوِیُّ فِیْ فَتْحِ الْمُغِیْثِ وَاَثْبَتْنَا عَلَیْہِ عَرْشَ التَّحْقِیْقِ فِیْ مُنِیْرِ الْعَیْنِ فِیْ حُکْمِ تَقْبِیْلِ الْاِبْھَامَیْنِ وَاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اَنَّ الضَّعِیْفَ غَیْرَ الْمَوْضُوْعِ یُعْمَلُ بِہٖ فِی الْفَضَائِلِ وَقَدْ بَیَّنَّاہُ فِی الْھَادِ الْکَافِ فِیْ حُکْمِ الضِّعَافِ۔ اس حدیث اور اس فرضیت کے متعلق فقیر کے پاس سوال آیا تھا جس کا جواب فتاویٰ فقیر العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کی مجلد پنجم کتاب مسائل شتّٰی میں مذکور وَاللہُ الْھَادِیْ اِلٰی مَعَالِی الْاُمُوْرِ ۱۲ منہ

وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ مِثْلُ مَاحَرَّمَ اللهُ

جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عزّوجلّ نے حرام کیا جلّ جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم۔

اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ

یہاں صراحۃً[198] حرام کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ جسے اللہ عزّوجلّ نے حرام فرمایا دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حرام کیا اور فرما دیا کہ وہ دونوں برابر و یکساں ہیں۔

اقول مراد واللہ اعلم نفس حرمت میں برابری ہے تو ارشادِ علماء کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد و اقوی ہے۔

حدیث ۱۶۷ :- جہیش بن ادیس نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہلِ قبیلہ کے باریابِ خدمتِ اقدس حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہوئے قصیدہ عرض کیا ازاں جملہ یہ اشعار ہیں ؎

اَلَایَارَسُوْلَ اللهِ اَنْتَ مُصَدَّقٌ　　فَبُوْرِکْتَ مَهْدِیًّا وَّبُوْرِکْتَ هَادِیًا

شَرَعْتَ لَنَادِیْنَ الْحَنِیْفَةِ بَعْدَمَا　　عَبَدْنَاکَاَمْثَالِ الْحَمِیْرِ طَوَاغِیَا

یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) حضور تصدیق کئے گئے ہیں حضور اللہ عزّوجلّ سے عنایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک، حضور ہمارے لئے دینِ اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

اِبْنُ مَنْدَةَ مِنْ طَرِیْقِ عَمَّارِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَکِ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنْ یَّحْیٰی بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ۔

ف ۱۹۸ حرام دو قسم ہے ایک خدا کا حرام اور ایک رسول کا اور دونوں یکساں ہیں۔

یہاں صراحۃً[199] تشریع کی نسبت حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے، ولہذا قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں :-

قَدِ اشْتَهَرَ اِطْلَاقُهٗ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ شَرَعَ الدِّيْنَ وَالْاَحْكَامَ۔

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے اس لئے کہ حضور نے دینِ متین واحکامِ دین کی شریعت نکالی۔

اسی قدر پر بس کیجئے کہ اس میں سب کچھ آگیا۔ ایک لفظ شارع تمام احکامِ تشریعیہ کو جامع ہوا۔ میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہ کیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی طرف امر و نہی وقضا وامثالہا کی اسناد ہے کہ

اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتنی حدیثوں میں وارد جن کے جمع کو ایک مجلد کبیر بھی کافی نہ ہو اور خود قرآنِ عظیم نے جو ارشاد فرمایا :

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔

کہ امر و نہی وقضا اوروں کی طرف بھی اسناد کرتے ہیں قال اللہ تعالیٰ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور اقدس کو احکام شرعیہ سے فقط آگاہی وواقفیت کی نسبت نہیں جس طرح[200] وہ سرکش طاغی آخر تقویۃ الایمان میں سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم پر صریح افتراء کرکے کہتا ہے اُنہوں نے فرمایا کہ سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل۔

ف ۱۹۹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دین کے شارع ہیں۔

ف ۲۰۰ امام الوہابیہ کا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افتراء۔

مسلمانو[۲۰۱] للہ انصاف اس کس ناکس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے فضائل جلیلہ وخصائص جمیلہ وکمالاتِ رفیعہ ودرجات منیعہ جن میں زید وعَمر کی کیا گنتی انبیاء ومرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والتسلیم کا بھی حصّہ نہیں سب یک لخت اڑا دیئے سب[۲۰۲] لوگوں سے حضور سیّد اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا امتیاز صرف دربارۂ احکام رکھا اور وہ بھی اتنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام واقف ہیں اور لوگ غافل۔ تو انبیاء سے تو کچھ امتیاز رہا ہی نہیں کہ وہ بھی واقف ہیں غافل نہیں تو اُمتیوں سے بھی امتیاز اتنی ہی دیر تک ہے کہ وہ غافل رہیں واقف ہوجائیں تو کچھ امتیاز نہیں کہ اب وقوف وغفلت کا تفاوت نہ رہا اور امتیاز اسی میں منحصر تھا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

مُسلمانو! دیکھا یہ حاصل ہے اُس شخص کے دین کا یہ پچھلا کلمہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ پر اُس کے ایمان کا جس پر اُس نے خاتمہ کیا۔ حالانکہ واللہ دربارۂ احکام بھی صرف اتنا ہی امتیاز نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام حاکم ہیں صاحبِ فرمان ہیں، مالک افتراض ہیں، والیِ تحریم ہیں۔ سُن او سرکش! احکام سے اپنے نزدیک واقف تو تو بھی ہے پھر تجھے کوئی مُسلمان کہے گا کہ شریعت کے فرائض تیرے فرض کئے ہوئے ہیں۔ شرع کے محرمات تُو نے حرام کردیئے ہیں جن پر زکوٰۃ نہیں اُنہیں تو نے معاف کردیا ہے۔ شریعت کا راستہ تیرا مقرّر کردہ ہے۔ شرائع میں تیرے احکام بھی ہیں اور وہ احکامِ احکامِ خُدا کے مثل ومساوی ہیں مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لئے یہ سب باتیں کہی جاتی ہیں خود محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمائی ہیں لہٰذا فقیر نے صرف اسی قسم احادیث پر اقتصار کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اپنا نیزۂ خارا گداز وآہن گداز ان گستاخانِ چشم بند ودہن باز کے دل وجگر کے پار کردیا وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

ف۲۰۱ امام الوہابیہ نے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے فضائل وخصائص وکمالات یک لخت اُڑا دیے۔

ف۲۰۲ امام الوہابیہ کے نزدیک رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو کسی نبی سے کچھ اصلاً امتیاز نہیں اور اُمتیوں میں بھی فقط جاہلوں سے ممتاز ہیں نہ عالموں سے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ف۲۰۳ علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح میں ؎

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِیْ فَلَا اَحَدٌ　　اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمِ

"ہمارے نبی صاحب امر و نہی تو اُن سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں"۔

مَعْنٰی نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ الخ اَنَّهٗ لَا حَاکِمَ سِوَاهُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَاکِمٌ غَیْرُ مَحْکُوْمٍ الخ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم

ذَکَرَهٗ فِیْ فَصْلِ جُوْدِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یہ تذلیل جلیل اپنے باب میں فرد کامل ہوں احادیث تحریم مدینہ طیبہ بھی اسی باب سے تھیں کہ امام الوہابیہ کے اُس خاص حکم شرک کے سبب جُدا شمار میں رہیں اگر کوئی چاہے اُنھیں اور اس بیان تذلیل کو ملا کر احکام تشریعیہ کے بارے میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اقتدار و اختیار کا ظاہر کرنے والا ایک مستقل رسالہ بنائے اور بنام مُنْیَةُ اللَّبِیْبِ ۱۳۹۱ھ اَنَّ التَّشْرِیْعَ بِیَدِ الْحَبِیْبِ (عقلمند کی آرزو کہ تشریع محبوب کے ہاتھ میں ہے) موسوم ٹھہرائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ　اٰمِیْن

ف۲۰۳ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم تنہا حاکم ہیں عالم میں نہ اُن کے سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم۔

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہو گئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور" "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولینا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ ؍ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتی اعظم
محمد سعید نوری
بانی و سکریٹری جنرل، رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ ہجری